رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ے
ششماہی ۔ ہے
سہ ماہی ۔ عصا

قیمت فی پرچہ (۲ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر ( )

شرح چندہ
سالانہ ۔ ے
ششماہی ۔ ہے
سہ ماہی ۔ عصا

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

جلد (۲) | ۵ خورداد ۱۳۵۲ف | ۴ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ | ۱۰ اپریل ۱۹۴۳ء روز شنبہ | نمبر (۵۲)

فریب نمائندگی

عوام کو سوچنے دو

متمدن دنیا میں جمہوریت کا تصور ہمہ گیر ہوا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ غیر جمہوری قوتیں بھی جمہوری نقاب اوڑھ کر سامنے آتی ہیں تاکہ عوام میں قبولیت حاصل کر سکیں۔ رائے عامہ جمہوریت کا عطر ہے لیکن عوام کی مرضی معلوم کیسے کی جا سکتی ہے؟ یہ ایک بنیادی سوال ہے۔ دور حاضر کی جمہوریت ایک ... بھی ہوئی ہے۔ افراد کے چند مجموعے یا جماعتیں یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ عوام کی نمائندہ ہیں۔ چند افراد کے مجموعوں کی آواز کو عوام کی آواز سمجھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام کی آواز یا تو سنائی نہیں دیتی یا عوام کو اپنی آواز بلند کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ عوام کی مرضی صحیح طور پر اس وقت معلوم کی جا سکتی ہے جبکہ اس کے اظہار کا کوئی ذریعہ ہو۔

کسی ملک کی صحافت کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام کی مرضی کو ظاہر کرنے کا ذریعہ بنے۔ اس کو یہ بتلانا چاہیے کہ عوام کا ذہن کس طرح کام کرتا ہے، مختلف مسائل کی نسبت عوام کا ردعمل کیا ہے، اور عوام کیا سوچتے ہیں وغیرہ۔

کیا ملک کی صحافت اس معیار کے مطابق عوام کے خیالات کی آئینہ دار ہے؟ اس کا جواب زیادہ مشکل نہیں۔ ملک کے جرائد کی اکثریت سرمایہ داروں کی ملک ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے جرائد جو معاشی استحصال کرنے والوں کے قبضہ میں ہوں وہ عوام کے جذبات کی ترجمانی نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے سرمایہ داروں کے مفاد کے خلاف نہیں جا سکتے۔ ایسے اخبارات صحافت کے اصول بگاڑ رہے ہیں۔ ملک کے اکثر جرائد ایسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں جو عامۃ الناس کے جذبات کی ترجمانی نہیں کرتے۔ مثلاً یہ خیال کہ دولت مند طبقہ غریبوں کا محافظ دراصل ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ عامۃ الناس خواہ وہ اپنی اعتبار سے کتنے ہی پست ہوں اپنے روزمرہ تجربہ کی بنا پر اس تلخ نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دولت مند طبقہ غریبوں کے استحصال سے دولت مند بنتا ہے اور دولت مندوں سے یہ توقع نہیں کہ وہ غریبوں کی فلاح و بہبود کو ترقی دیں گے۔ ایسے جرائد کی ایک دوسری پالیسی یہ رہی ہے کہ وہ عوام کو خواب غفلت میں ڈال رکھنا چاہتے ہیں تاکہ عوام بجائے خود سوچنے کی طرف مائل نہ ہوں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لیڈر جو کچھ کہتے ہیں عوام اس کو بلا چون و چرا تسلیم اور قبول کر لیتے اور لیڈر کی ستائش میں تالیاں بجاتے اور نعرے بلند کرتے ہیں۔

اس طرح ملک کی صحافت کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام کو سوچنے دے اور ان کے خیالات کو اظہار کا موقع دے۔ موجودہ حالات میں جرائد ان لوگوں کے خیالات کو ظاہر کرنے کا آلہ بنے ہوئے ہیں جو عوام کو اپنی معاشی دست نگر بنائے ہوئے ہیں اور ایسے افراد اپنے آپ کو جمہوریت پسند ثابت کرنے کے لئے اپنے چہرہ پر جمہوری نقاب ڈال لیتے ہیں۔ اس کی ایک مثال جرائد کی اس روش سے ظاہر ہوتی ہے جو گاندھی جی کے حالیہ فاقہ کے موقع پر اختیار کی گئی تھی۔ ایک معمولی سمجھ کا ناظر بھی جان سکتا ہے کہ ملک کے جرائد پر سرمایہ داروں کو کس طرح تسلط حاصل ہے۔ گاندھی جی کی زندگی سے سرمایہ دار جو تعلق خاطر ظاہر کر رہے تھے اس کو ملک کے سارے باشندوں سے منسوب کیا گیا حالانکہ عامۃ الناس اس سے بالکل بے تعلق تھے۔

جرائد کی اس دورنگی کی وجہ صاف ہے۔ صحافت کے پیچھے جو قوتیں کام کر رہی ہیں وہ ملک کی حکومت پر قبضہ جمانا چاہتی ہیں اور اس عصر جدید میں یہ مقصد صرف عوام کا نام لے کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ایسے افراد عوام کے نمائندے بن کر منتخب ہوتے ہیں لیکن عوام کے خیالات اور جذبات سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا

(باقی صفحہ ... پر)

بددیانت تاجروں کا حشر

۱۶ بددیانت تاجروں کو جنہیں نگرانی نرخ اشیا کے قواعد کی خلاف ورزی میں گرفتار کیا گیا تھا چنکنگ کی شاہراہوں پر پھرایا گیا تاکہ دوسرے تاجروں کو عبرت ہو۔ ان ۱۹ خاطیوں کو جن کا جرم زیادہ سنگین حیثیت رکھتا تھا کاغذ کی ٹوپیاں پہنائی گئی تھیں جن پر ان کے نام، ان کی دکانوں کے نام اور وہ جرائم تحریر کئے گئے تھے جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ پولیس اور فوج کے سپاہی تھے اور ایک سپاہی ڈھول پیٹتا ہوا ان کے جرائم کا اعلان کر رہا تھا۔

(چائنا انفرمیشن بلیٹن)

اعلان

آئندہ نمبر سے "مملکت" کا تیسرا سال شروع ہوتا ہے جن حضرات کے ذمہ چندہ باقی ہو وہ براکرم اندرون ایک ہفتہ چندہ روانہ فرماکر ممنون فرمائیں۔

منیجر

ہفتہ وار مملکت

جلد ۲ | ۵ خورداد ۱۳۵۲ف روز سہ شنبہ | نمبر ۵۲

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن

تاجران غلہ کی یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ وہ خود کھاتے ہیں اور نہ دوسروں کو کھانے دیتے ہیں اور اجناس خوردنی کو زمین میں دفن کر کے کیڑوں کی غذا بنانا پسند کرتے ہیں یہ سب کچھ نفع اندوزی کی خاطر کیا جا رہا ہے۔ ذخائر کو چھپا رکھنا قانونی جرم ہو یا نہ ہو مگر اس کے ایک بدترین اخلاقی جرم ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ برطانوی ہند کی تقلید میں ہماری حکومت بھی سرمایہ داروں کے مشاغل اور کاروبار میں مداخلت پسند نہیں کرتی ورنہ ان اخلاقی جرائم کا انسداد ناممکن نہیں۔

ان خرابیوں کو دور کرنے اور ساتھ ہی ساتھ تاجران غلہ و پارچہ کے جائز ذرائع معیشت میں خلل انداز نہ ہونے کی خاطر حکومت نے ایک ایسی درمیانی صورت نکالی ہے جس سے تاجروں کو جائز منافع بھی ملتا رہے گا اور صارفین کو غلہ اور پارچہ سستے داموں دستیاب ہو سکے گا۔ حکومت کے لئے یہ قطعاً ناممکن نہیں کہ وہ میدان تجارت میں کود پڑے اور بلا منافع غلہ اور معیاری پارچہ کی تقسیم اپنے ذمہ لے لے۔ مگر حکومت وہ ایسا کرنے سے تو ملک کے غریب اور متوسط طبقے جن کی اکثریت عرصہ سے حکومت کو پورا ساتھ دیتے اور سرمایہ داروں کی گنج دولت کے باوجود پس رہے ہیں کے کام آ رہے ہے۔ حکومت کے لئے یہ کام مشکل نہیں کہ اجناس کے ذخائر کو سرکاری نرخ پر خریدے زرعی پیداوار کو فصل کا حاصل مالگزاری حاصل کرے۔ اس طرح ملک کے سارے ذخائر اور سال حال کی پیداوار کو اپنے قبضہ میں لاکر بلا منافع عام صارفین کے لئے مہیا کر دیتی تو یہ صورت ناقابل عمل نہ ہوتی۔ غرض تاجروں اور سرمایہ داروں کے ساتھ محض رعایت تھی جس نے حکومت کو اس انقلابی اقدام سے روکا۔ ان حالات میں تاجران غلہ و پارچہ کے لئے کوئی وجہ شکایت باقی نہیں رہتی۔ نہ صرف یہی بلکہ تشکر اور ممنونیت کا پورا سامان اس اسکیم میں موجود ہے جو حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے نام سے منظر عام پر آئی ہے۔

اس کارپوریشن کے اہم فوائد دو ہیں۔ ایک طرف مزارعین کو ان کی محنت کا پورا صلہ ملے گا اور دوسری طرف صارفین کو اس بار سے نجات ملے گی جو درمیانی منافع گیروں کی نفع اندوزی کی بدولت ان پر پڑ رہا تھا۔ رہا درمیانی منافع گیروں کا مسئلہ تو اس طبقہ کو ایک جائز مقررہ کمیشن دیا جائے گا جو اس کی محنت کا کافی صلہ متصور ہو سکتا ہے۔ یہ درمیانی اشخاص یہ شکایت نہیں کر سکتے کہ ان کا نقصان ہو رہا ہے البتہ وہ یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ کارپوریشن کے قیام کی وجہ سے انہیں من مانے نفع اندوزی کے مواقع باقی نہیں رہے ظاہر ہے کہ ترقی پذیر رائے عامہ ان کے اس بیان سے کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتی۔

جہالت کے خلاف مہم

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں تعلیمی اداروں کی تعداد (۵) ہزار اور زیر تعلیم طلباء کی تعداد تقریباً (۵) لاکھ تک پہونچ گئی ہے۔ ابتدائی مدارس (۵) ہزار سے زیادہ ہیں۔ اگر غیر خالصہ علاقہ جات بھی اپنی آمدنی کا ایک مناسب حصہ حکومت کے حوالہ کرکے اپنے علاقوں کو سررشتہ تعلیمات کے تحت کردیں تو ہمیں یقین ہے کہ تعلیمی ترقی کی رفتار بہت تیز ہو جائے گی۔ ہمیں یہ معلوم کرکے بڑی مسرت ہوئی کہ مہاراجہ سرکشن پرشاد آنجہانی کا علاقہ سررشتہ تعلیمات کے زیر نگرانی آچکا ہے کیا ہم توقع رکھ سکتے ہیں کہ دوسرے جاگیردار بھی مہاراجہ آنجہانی کے اسوہ کی تقلید فرمائیں گے؟ یہ کام مجلس جاگیرداران کا ہے۔ اس مجلس کے بعض سرگرم اور روشن خیال ارکان سے جنہیں مملکت آصفیہ کا مفاد عزیز ہے یہ امید بیجا نہیں کہ وہ اس مسئلہ پر اپنی پوری توجہ مبذول کریں گے۔

سررشتہ تعلیمات کی ۱۳۵۰ف کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدارس نسواں میں (۵۰) ہزار سے زیادہ طالبات فی الوقت زیر تعلیم ہیں۔ یہ تعداد بھی امید افزا ہے۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں اس وقت مدارس نسواں کی تعداد (۸۰۰) ہے اور معلمات کی تعداد (۱۲۰۰) جو بہت کم ہے۔ ہمیں امید ہے کہ تعلیم یافتہ خواتین اپنے سرپرستوں کی اجازت سے زیادہ تعداد میں محکمہ تعلیمات میں شریک ہوں گی ان کے اس اقدام سے ایک طرف ملک کی لڑکیاں زیور تعلیم سے آراستہ ہوں گی اور دوسری طرف ان کا گھریلو معاشی مسئلہ بھی ایک حد تک حل ہو سکے گا۔

مذکورہ بالا رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پست اقوام کے بچوں کی تعلیم کی جانب حکومت بطور خاص متوجہ ہے ان کے لئے خاص مراعات بھی دئے جا رہے ہیں۔ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ (۱۱) ہزار سے زیادہ پست اقوام کے بچے حصول تعلیم میں مصروف ہیں۔

حکومت سرکار عالی پرائیوٹ مدارس سے بے اعتنائی برتتی ہے یہ الزام وقتاً سیاسی شورش پسندوں کا ایک عرصہ سے ایک محبوب ترین مشغلہ رہا ہے۔ ایسے حضرات کی زبان بندی کے لئے اس حقیقت کا اظہار کافی ہونا چاہئے کہ حکومت سرکار عالی (۲۰۰۰) پرائیوٹ مدارس کو امداد دے رہی ہے اور اس امداد کی مجموعی رقم (۵) لاکھ (۱۰) ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اسی طرح غریب اور نادار طلبہ کی امداد پر حکومت ہر سال تقریباً (۲½) لاکھ روپئے صرف کرتی ہے۔

حکومت سرکار عالی کا سررشتہ تعلیمات اپنی موجودہ کوتاہیوں اور نارسائیوں سے واقف نہیں ہے۔ رپورٹ خود اس امر کا ضامن ہے کہ سررشتہ کی آئندہ ترقی مملکت آصفیہ کے معترضین کے لئے ایک دنداں شکن جواب ثابت ہوگی۔

ہم نے اس سے قبل تعلیم نسواں کے سلسلہ میں ارباب مقتدر کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی تھی کہ مدارس نسواں میں کیمبرج یونیورسٹی کا نصاب حکومت اور رعایا دونوں کے لئے گراں بار ثابت ہو رہا ہے ہم نے محبوبیہ گرلز اسکول اور زنانہ ہائی اسکول نامپلی کے اعداد و شمار پیش کرکے یہ واضح کیا تھا کہ محبوبیہ گرلز اسکول کے اخراجات جہاں طالبات کی تعداد کم ہے نسبتاً بہت زیادہ ہیں۔ اس مدرسہ کے انتظامات میں سررشتہ تعلیمات کو کوئی دخل نہیں۔ نصاب تعلیم کے علاوہ فیس اور دوسرے اخراجات اور مختلف نوعیت کے چندے طالبات کے سرپرستوں پر ایک بوجھ ثابت ہو رہے ہیں۔ ہم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ وحدانی طریقہ تعلیم کی اسکیم کو جو حکومت کی مسلمہ پالیسی ہے اور جس میں اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا ہے نظام کالج اور محبوبیہ گرلز اسکول میں کیوں نافذ نہیں کیا گیا۔ ہماری یہ سوچی ہوئی رائے ہے کہ مشترکہ شہریت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ان اداروں میں بھی اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینا از بس ضروری ہے خاص کر جبکہ اعداد و شمار سے ثابت ہو رہا ہے کہ عثمانیہ نصاب تعلیم مقبول عام ہونے کے علاوہ نسبتاً کم خرچ بھی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ارباب مقتدر ہماری ان گزارشات پر پوری توجہ مبذول فرمائیں گے۔

مسئلہ اغذیہ کا حل

مس پدمجا نائیڈو اور نواب میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر کی کوششوں سے حیدرآباد کے جملہ ممتاز پبلک کارکنوں کے جو جلسے مسئلہ اغذیہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوئے اور ان جلسوں کی کارروائیوں کے نتیجے کے طور پر جو مشترکہ وفد صدر اعظم بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا وہ حیدرآباد کی سیاسیات حاضرہ میں ایک نہایت اہم اور مفید اقدام تھا۔ جہاں تک ہمیں علم ہوا ہے اس مشترکہ وفد نے نواب صدر اعظم بہادر کی خدمت میں ان مشکلات کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا جن سے غریب اور متوسط طبقے آج کل دوچار ہیں۔ وفد کی جانب سے جو تجاویز پیش کی گئیں ان میں اہم ترین تجویز یہ تھی کہ ملک کے جملہ ذخائر پر حکومت قبضہ کرلے اور ایک مناسب نرخ کے مطابق ان ذخائر کی قیمت مالکان ذخائر کو ادا کردے۔ جب یہ ذخائر حکومت کے قبضہ میں آجائیں گے تو وہ بہ آسانی بازار میں لایا جاسکے گا اور ان مقامات پر جہاں غذا کی قلت ہے منتقل کیا جاسکے گا۔ ہمیں اس تجویز سے پورا اتفاق ہے اور ہم متوقع ہیں کہ اس خصوص میں جلد کوئی آرڈیننس نافذ فرمایا جائے گا۔

اس مشترکہ وفد کی دوسری تجویز یہ تھی کہ اگر حیدرآباد سے باہر اجناس خوردنی کو برآمد کیا جائے تو اس کے معاوضہ میں اجناس خوردنی ہی حاصل کئے جائیں مثلاً باجرا، دال، مونگ پھلی اور ارنڈی کی برآمد اسی وقت جائز ہوسکتی ہے جبکہ ان اجناس کے معاوضہ میں گیہوں، چاول، شکر اور مٹی کا تیل حیدرآباد میں درآمد کیا جاسکے۔

اجناس خوردنی کی برآمد سے متعلق حکومت کا سب سے مقدم فریضہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ آیا ملک کی موجودہ پیداوار باشندگان ملک کی ضروریات کے لئے کافی ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اس تحقیق کے ضمن میں اس امر کا پتہ چلے گا کہ کن اجناس کی قلت ہے اور کن اجناس کی مقدار کافی سے زیادہ ہے۔ جب اس امر کا یقین ہوجائے تو فاضل مقدار کو برآمد کرکے اس کے معاوضہ میں وہ اجناس حاصل کئے جائیں جن کی قلت ہے اور یہی وفد کے مطالبہ کا منشا ہے۔ حکومت کے ایک حالیہ اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ اجناس کی موجودہ مقداریں جو اس وقت موجود ہیں یا آئندہ موجود رہیں گی کیا ہے۔ چنانچہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر (۱) کاشتکار اور دوسرے تمام اشخاص جن کے ذخیرے دیہات میں ہوں وہ اپنے ذخیروں کی اطلاع عہدہ داران دیہی کو دیں (۲) جن اشخاص کے ذخیرے مارکٹوں، منڈیوں یا بازاروں اور شہروں میں ہوں وہ ان کی اطلاع اس عہدہ دار کو دیں جسے تعلقدار مقرر کرے گا (۳) بلدۂ حیدرآباد میں ذخیروں کی اطلاع کوتوال صاحب بلدہ یا ان کے مقرر کردہ عہدہ دار کو دی جائے۔ اس حکم میں اطلاع دہی کی تفصیلات بیان کرکے یہ جتلایا گیا ہے کہ اس حکم کی خلاف ورزی کی پاداش میں سزا دی جائے گی۔ ہمارے خیال میں حکومت نے صحیح سمت میں قدم اٹھایا ہے۔

مشترکہ وفد کی تیسری تجویز یہ تھی کہ ملک میں جانب ہندی کے ذریعے کو جاری کیا جائے اور چوتھی تجویز یہ پیش کی تھی کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی مجلس عاملہ میں صارفین کے نمائندوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں جگہ دی جائے۔ یہ دونوں تجاویز لائق غور ہیں۔

حکومت اس امر سے ناواقف نہیں ہے کہ مس پدمجا نائیڈو نے جس وفد کی قیادت کی ہے وہ حیدرآباد کے جملہ اہم اداروں کا نمائندہ تھا۔ اس میں اتحاد المسلمین کے ارکان، کانگریسی کارکن، جماعت اتحاد و ترقی کے نمائندے اور غیر جماعتی اصحاب بھی شریک تھے۔ اس لحاظ سے اس وفد کی سفارشات ہمدردانہ توجہ کے مستحق ہیں۔

”صحیفہ“ کو زندہ رکھا جائے

یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ مولوی اکبر علی صاحب ایڈیٹر صحیفہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اگرچہ مولوی صاحب مرحوم کے خیالات سے ہمیں اکثر اختلاف رہا ہے لیکن ہمارے دل میں ان کا بہت احترام تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ مولوی صاحب مرحوم اپنے اصول کے بڑے پابند تھے اور لالچ یا خوف سے ان کی رائے متاثر نہیں ہوتی تھی۔ اپنے مسلک کی خاطر وہ ہر قربانی کے لئے آمادہ ہوجاتے تھے۔ ان کا یہ ایک زبردست ایقان تھا کہ سینما دینی مسلمانوں کے لئے معاشی اور اخلاقی اعتبار سے بے حد مضر ہے۔ اپنے اس ایقان کے تحت مولوی صاحب نے کبھی سینما کے اشتہار شائع نہیں کئے۔ مقامی معاصرین سے انہیں بھی اختلافات رہتا تھا۔ لیکن اس اختلاف کی بنا پر مولوی صاحب نے کبھی اخلاقی حدود سے تجاوز کرکے اپنے معاصرین کے خلاف جھوٹا پروپگنڈا کیا اور نہ سازشیں کیں۔ مجلس اتحاد المسلمین کی موجودہ پالیسی سے مولوی صاحب پوری طرح متفق نہیں تھے۔ اگر مولوی صاحب کو روپے پیسے کی ہوس ہوتی تو وہ اپنے اختلاف رائے کو ظاہر کرکے مسلم قائدین کے غیظ و غضب کو دعوت نہ دیتے۔ ”صحیفہ“ کسی تجارتی شخص صحافتی شعبہ کے تابع تھا جو ہر اچھے صحیفہ نگار کا مسلک ہونا چاہئے۔ اس لئے مولوی صاحب نے اپنی دانست میں جس چیز کو صحیح سمجھا اس کا ضرور پرچار کیا بلالحاظ اس امر کے کہ صاف گوئی میں خسارہ تھا۔ ہم مولوی صاحب کے پسماندوں کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اخبار ”صحیفہ“ کو زندہ رکھا جائیگا تاکہ ورثائے مرحوم کو اس سبب سے پہلے جیسے خدمت گذاری کے مواقع حاصل رہیں۔

مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے جلسہ میں شرکت کے لئے ناگپور جارہے ہیں۔

پبلک کارکنوں کے مشاغل

آریہ سماج سلطان بازار میں منشی دال جی ویاس کی صدارت میں جلسہ تقسیم اسناد ہندی مدارس منایا گیا۔ کامیاب طلبہ اور طالبات کو اسناد دئے گئے۔

ننگل میں نظام ورشیو بہادر یا ویجہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ مسٹر سرینواس راؤ وکیل مدنور اور مسٹر ماناکارجن نے تقریریں کیں۔ طے پایا کہ ایک مدرسہ قائم کیا جائے۔ مسٹر وشنو [illegible] نے تین ہزار کا عطیہ دیا۔ اس سلسلہ میں ۲۲۲ ہزار روپے جمع کئے جائیں گے۔

کھادی پرچار سنگھ کے زیر اہتمام قومی ہفتہ منایا جارہا ہے جس میں مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیا، مسٹر میر احمد رضوی، مسٹر سرینواس لاہوٹی وغیرہ تقریریں کریں گے۔

نظام آباد میں حیدرآباد ہندو کانفرنس منعقد ہونے والی ہے اس کے انتظامات کے لئے رضاکاروں کی جمعیت کا قیام عمل میں آیا ہے۔

۲۲ اپریل سے حیدرآباد سٹیٹ آرین کانفرنس کا دوسرا سالانہ جلسہ منعقد ہوگا۔ مسٹر نریندر اضلاع کا دورہ کرکے کانفرنس کا پرچار کر رہے ہیں۔

گلبرگہ، رائچور، شوراپور، چنچولی وغیرہ میں کھادی پرچار سنگھ کی جانب سے کلاسیں قائم کی جارہی ہیں۔

مسٹر شنکر راؤ بورگاؤنکر ہندو وفاق طلبہ کی صدارت سے مستعفی ہوگئے۔

پنڈت ونائک راؤ وفرنیشنل آرین لیگ کے جلسہ میں شرکت کے بعد دہلی سے بلدہ واپس آگئے۔

بمقام حشمت گنج قومی ہفتہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر نرسنگ راؤ ایڈیٹر رعیت نے کہا کہ اجناس کی قلت اور گرانی کا علاج صرف یہ ہے کہ قومی حکومت قائم کی جائے۔

ہندو پرچار منڈل نے طے کیا ہے کہ مئی کے مہینے میں آندھرا مہا بیداری کانفرنس کے نام سے ایک کانفرنس منعقد کی جائے۔

مرکزی مجلس اتحاد المسلمین کا اجلاس شوریٰ ۱۲ خورداد کو صدر دفتر بیگم بازار میں منعقد ہو رہا ہے۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر کی [illegible]

بلدۂ حیدرآباد کی آرائش اور رعایا کی آسائش

غریب اور متوسط طبقوں کے لیے سستے اور اچھے مکانات

ذیل میں مولوی مظفرالدین صاحب انصاری کی اس تقریر کے اقتباسات درج کیے جاتے ہیں جو نشرگاہ حیدرآباد سے نشر ہو چکی ہے۔ اس تقریر سے واضح ہوگا کہ مبارک عہد عثمانی میں شہر حیدرآباد کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے، باشندگان شہر کو مختلف امراض کے حملوں سے بچانے اور غریب و متوسط طبقوں کے لیے صحت بخش سستے اور اچھے مکانات فراہم کرنے کی حکومت نے کس طرح کوشش کی ہے۔ جن بیرونی حضرات نے تیس سال قبل حیدرآباد کو دیکھا ہے اگر وہ دوبارہ تشریف لائیں تو انہیں یقین نہ آئے گا کہ یہ وہی شہر ہے جس کو وہ ایک بار دیکھ چکے ہیں۔

…

بہت سے ایسے لوگ بقید حیات موجود ہوں گے جنہوں نے پتھر گٹی کی قدیم سڑک کو دیکھا ہوگا۔ یہ سڑک اس زمانے میں تو شاہراہ بھی جاتی تھی لیکن اس وقت صرف (۱۰) فٹ چوڑی تھی۔ اور عموماً گرد و غبار سے اٹی رہتی تھی اور بارش کے موسم میں تو کیچڑ کی وجہ سے اس پر آمد و رفت قریب قریب ناممکن تھی۔ شاید اب بھی آپ ہم میں سے بہتوں کو افضل گنج کے پل کے شمالی رخ پر گلشندی اور نیل خانے کے وسیع لیکن نہایت گندے محلے یاد ہوں گے۔ خود اس پل کو بھی یاد کیجیے کہ اس وقت یہ کیسا تنگ اور کہنہ سال ہونے کے باوجود بھی اس زمانے میں ہم حیدرآبادیوں کے واسطے بڑا باعث فخر تھا۔

جن لوگوں کو قدیم ناپلی کی گندہ گھنونی بستی، برجن واڑی کی کھاتیں تنگ و تاریک گلیاں، ملک پیٹھ اور چادر گھاٹ کی غلیظ ہری بھری دہانوں کے کھیت یعنی نالے یاد ہیں اور جیل کے جھنڈے یاد رہیں وہ بھی اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ محکمہ آرائش بلدہ نے ان علاقات کو بلدہ کے نہایت صحت افزا اور دلکش محلے بنا دینے کے واسطے کیا کیا کام انجام دیے ہیں۔

سنہ ۱۹۰۸ء کی طغیانی رود موسی نے جس کی نظیر اس سے قبل نہ دیکھی اور نہ سنی گئی تھی شہر کے ایک بڑے حصہ کو تباہ و برباد کر دیا اور پھر اس کے کچھ عرصہ بعد ہی طاعون بھی نازل ہوا جس میں ہزارہا انسان نذر اجل ہو گئے۔ بلدہ شہر کے واسطے یہ حادثات کچھ کم دردناک نہ تھے۔ لیکن ان بلاؤں کے حملوں کے لازمی نتیجے کے طور پر یہ احساس پیدا ہوا کہ شہر کی اصلاح اور اس کی توسیع کی باضابطہ تنظیم کے واسطے فی الفور عملی اقدام ضروری ہے۔

باوجود یکہ بادشاہ و ریاست کو ہر وقت اپنی عزیز رعایا کی بہبودی کی فکر دامن گیر رہتی ہے چنانچہ بارگاہ خسروی سے شہر کی اصلاح کے واسطے ایک مجلس کے قیام کے بارے میں احکام شرف صدور لائے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اعلیٰ حضرت نے بکمال مراحم خسروانہ اس مجلس کو اپنے فرزند دلبند والا شان پرنس نواب اعظم جاہ بہادر کی صدارت سے سرفراز و مفتخر فرمایا۔ اس مجلس نے سنہ ۱۹۱۲ء میں اپنے قیام کے بعد ہی

فوراً اپنا کام شروع کر دیا اور کم و بیش دو سال کے عرصہ میں آئندہ لائحہ عمل کا ایک باقاعدہ خاکہ مرتب کر لیا گیا۔ یہ اصلاحی تجاویز مرتب کرنے کا کام جن اشخاص کے تفویض کیا گیا تھا ان کے لیے یہ کچھ آسان کام نہ تھا کیونکہ ان کے واسطے موجود الوقت مواد کو بہتر سے بہتر طریقہ پر کام میں لانے کی تجاویز سوچنا اور ان پر عمل کرنا نہایت ضروری تھا۔ ہمارے شہر کے اکثر و بیشتر محلے نہایت گنجان اور گندے ہو گئے تھے۔ لیکن چونکہ اس شہر کو تاریخی حیثیت سے خاص اہمیت حاصل ہے اس لیے محض اصلاح اور از سر نو آباد کرنے کی خاطر قدیم آبادی کو تشدد کے ساتھ بالکلیہ نیست و نابود کر لینا غیر ممکن تھا۔ اور اصلاحی عمل کرنے والوں کو اس بارے میں انتہائی احتیاط و تدبر سے کام لینا ضروری تھا۔

مثال کے طور پر پتھر گٹی کی سڑک کی اصلاح کو ہی لیجیے۔ قلب شہر میں یہ سب سے زیادہ گنجان محلہ تھا اور اس کی اصلاح کے واسطے اس کی کشادگی کو ترجیح دینا ضروری تھا لیکن چونکہ اس سڑک پر چار مینار، چار کمان، بادشاہی عاشور خانہ، پتھر گٹی کی مسجد کے علاوہ متعدد عظیم اور تاریخی یادگار عمارتیں موجود ہیں۔ ان عمارتوں کو جوں کا توں سالم و قائم و محفوظ رکھنا بھی ضروری تھا۔ اور پھر اس پابندی کے ساتھ کہ ابتدائی وضع بیل و ہیئت ہی قائم رہے اور ساتھ ہی ساتھ حسب منشاء بہتر سے بہتر اصلاحی نتائج بھی حاصل ہو سکیں۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ پتھر گٹی کی موجودہ ۱۰۰ فٹ چوڑی سڑک کے ہر دو جانب جو مسقف کمانوں والا راستہ تعمیر کیا گیا ہے وہ جدید طرز تعمیر کو قدیم یادگار عمارتوں کی طرز تعمیر کے ساتھ ترکیب دینے میں ایک نمایاں کامیابی کا نمونہ ہے۔ محکمہ آرائش بلدہ نے اس کے واسطے بہتر سے بہتر نقشہ حاصل کرنے کی غرض سے اعلان کر کے انعامی نقشے طلب کیے تھے۔ اور سب سے بہتر نقشے کے واسطے دو ہزار روپے انعام کا اعلان کیا تھا۔ شاید یہ معلوم کرنا آپ کی دلچسپی کا موجب ہوگا کہ اس مسابقت جو یا اعلان پورے ہندوستان کے واسطے کھلی ہوئی تھی سب سے بہتر نقشہ خود محکمہ آرائش بلدہ کے انجینیر سید محمد آجہانی نے ہی پیش کیا تھا اور ان کے ہی مجوزہ نقشے کے مطابق اس مسقف راستہ کی تعمیر ہوئی ہے۔

محکمہ آرائش بلدہ کے پیش نظر ایک اور نازک اور اہم مسئلہ ان مساجد، قبور اور شاہ نشینوں کی اصلاح کا تھا جو سڑکوں کی مجوزہ توسیع میں حائل تھے۔ اس میں بھی محکمہ کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر کامیابی ہوئی۔

بلدہ میں بیسیوں ایسی تاریخی اہم یادگار عمارتیں ہیں جو مرور زمانہ سے چھوٹے غلیظ اور گنجان

گھروں سے گھر گئی تھیں۔ اور جن کا وجود دور سے نظر سے معدوم ہو گیا تھا۔ اب ان کے اطراف کی غلیظ آبادی کو برخاست کر کے ان کو منظر عام پر لایا گیا ہے۔ اور ان کو عام اصلاحی اسکیم کے نقشہ میں اس خوبی سے قائم رکھا گیا ہے کہ ان کی وجہ سے بلدہ کے حسن و وقار میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا ہے۔

غلیظ اور کثیف محلوں کو پاک و صاف کرنے کی اسکیمیں چار اقسام پر منقسم ہیں۔ پہلی قسم کامل انہدام کی اسکیموں کی تھی۔ یہ وہ اسکیمیں ہیں جن کے تحت غلیظ آبادی کو بالکلیہ برخاست کر دینے کا طریق عمل اختیار کیا گیا تھا۔ دوسری قسم جزوی انہدام کی اسکیموں کی تھی۔ یہ وہ اسکیمیں ہیں جن کے تحت غلیظ آبادی میں سے چوڑی چوڑی سڑکیں نکال کر صرف ان مکانات کو جو مجوزہ سڑکوں میں حائل تھے منہدم کیا گیا۔ تیسری قسم غلیظ آبادی کے جزوی انہدام اور کشادہ راستوں کی دوری تنظیم کی اسکیموں کی تھی۔ یہ وہ اسکیمیں ہیں جن کے تحت غلیظ آبادی کے اس حصہ کے مکانات جو مجوزہ سڑکوں کی توسیع میں حائل ہوتے تھے منہدم کیے گئے اور قریب قریب کی متصلہ اراضی کی تنظیم کی جا کر ان کو قابل آبادی بنا لیا گیا۔ چوتھی قسم ہاؤسنگ اسکیموں کی تھی۔ یہ وہ اسکیمیں ہیں جن کے تحت کشادہ راستوں کے کنارے بڑے بڑے قطعے قائم کیے گئے اور منظم و مکمل آبادی کے واسطے موزوں بنائے گئے۔ میں اب ان چاروں قسموں کے اسکیموں کے چند نظائر تفصیل کے ساتھ آپ سے بیان کروں گا۔

پہلے انہدام کلی کی اسکیمیں۔

اس قسم کے اسکیموں کے ذیل میں غلیظ بازار، نور الامراء وغیرہ کے اسکیمیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ جب کبھی شہر میں کوئی وبا پھیلتی تھی تو اس کا آغاز ہمیشہ ... اور ... نہایت کثیف اور گنجان بستیوں سے ہی ہوتا تھا۔ یہ سب سے زیادہ گنجان محلے بھی تھے اور ان محلوں میں انسانی آبادی کا اوسط تقریباً ... فی ایکڑ ... کا تھا۔ قریب قریب کل مکانات مٹی کے تھے۔ گلیاں نہایت تنگ و تاریک تھیں اور موریاں نہایت گندہ اور کھلی ہوئی تھیں۔ حقیقت یہ کہ محلے نہایت درجہ غلیظ تھے۔ اور اب اگر آپ کو کوئی ایسی نظیر بھی نہیں دکھلا سکتا جس کو دیکھ کر آپ ان محلوں کی سابقہ غلاظت کا کچھ تصور بھی کر سکیں۔ مختصر یہ کہ ان محلوں کی سابقہ غلاظت نہایت عبرت خیز تھی۔ پس ان محلوں کی قدیم آبادی کو بالکلیہ برخاست کر دیا گیا۔ یعنی یہ کہ ان محلوں کا ہر ہر مکان بہ اداء معاوضہ حاصل کیا جا کر منہدم کر دیا گیا اور زمین سے پیوست کر دیا گیا۔ بڑی بڑی چوڑی سڑکیں نکالی گئیں۔ جدید مکانوں کی تعمیر کے واسطے باضابطہ موزوں طول و عرض کے قطعات اراضی قائم کیے گئے اور کھیل کے میدانوں اور چمنوں کے واسطے کافی وسعت کے میدان چھوڑ دیے گئے۔ اس کے بعد یہ محلے از سر نو آباد ہو چکے ہیں اور یہ بیان کرتے ہوئے مجھے مسرت ہوتی ہے کہ آج شہر کے سب سے زیادہ بہت عمدہ محلے یہی ہیں۔

دوسری قسم کی اسکیموں ... ان اسکیموں

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰)

جیراؤ اور دیگال میں مفاہمت

شمالی آفریقہ کی فرانسیسی سیاست کے دائرے میں جنرل دیگال کی جانب سے جنرل جیراؤ کے نام ایک یادداشت کی ترسیل اور ۱۴ مارچ کو جنرل جیراؤ کی نشری تقریر یہ دو نہایت اہم واقعات ہیں۔ اس طرح جنرل دیگال کی قومی مجلس اور جنرل جیراؤ کی جنگی مجلس کے مابین مفاہمت عمل میں لانے کی کارروائی شروع ہو چکی ہے اور وہ دن بھی دور نہیں جب کہ ان تمام فرانسیسیوں میں اتحاد قائم ہو جائے گا جو فرانس کی مدد کے لئے آمادہ ہیں۔

فرانسیسی قومی مجلس نے جنرل جیراؤ کے آگے ایک پروگرام پیش کیا تھا جو حسب ذیل چار امور پر مشتمل ہے۔ (۱) ویشی کی حکومت اور جرمنی کی حکومت کے وہ قوانین جو ۱۹۴۰ء کے بعد نافذ کئے گئے ہیں کالعدم قرار دئے جائیں۔ آزاد فرانسیسی علاقوں میں انسانی آزادیاں بحال کی جائیں۔ مقامی جمہوری ادارے اور قوانین کو از سر نو قائم کیا جائے۔ اور فرانسیسی اقوام کو یقین دلایا جائے کہ انہیں عام کے آزادانہ اظہار کے ذریعہ ہی آئندہ حکومت منتخب کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جنرل جیراؤ کی نشری تقریر نے اس امر کی وضاحت کی کہ وہ فرانسیسی جمہوریہ کے قوانین کے تحت قوم کی امین کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ الجزائر کے باشندوں کا فاشزم سے کوئی تعلق نہیں۔ الجزائر کے باشندوں نے ہٹلر کو قبول نہیں کیا ہے بلکہ تیونس میں یہی فرانسیسی جرمنوں سے برسرپیکار تھے اور لیبیا اور چاڈ سے فرانسیسی مدد کے لئے آ رہے تھے۔

یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ جب تک ایک عارضی حکومت منتخب کرنے کا موقع نہ ملے اس وقت تک عارضی طور پر انتظام کیا جائے گا۔ حکومت ویشی نے سابق میں جو قوانین منظور کئے تھے انہیں منسوخ کر دیا گیا ہے۔ جنرل ایک نے استعفیٰ دے دیا ہے جو ویشی کی حکومت کے تحت وزیر ہوا تھا۔ شمالی آفریقہ کے دوسرے حکام بھی ویشی سے علحدہ ہو گئے ہیں۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ جنرل جیراؤ فرانسیسی شمالی آفریقہ میں دوبارہ ایک آزاد حکومت قائم کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ اپ ایک بیان میں جنرل دیگال کے شمالی آفریقی دورے کے مدد جنرل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جنرل جیراؤ نے بیان کیا ہے کہ تمام فرانسیسیوں کے متحد ہو جانے کی گھڑی آگئی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس اتحاد کو عملی شکل میں تبدیل کرنے کے لئے وہ جنرل دیگال سے ملاقات کرنے پر بھی تیار ہیں۔

ایک طرف تو وہ فرانسیسی جو فرانس کی حدود سے باہر ہیں دشمن کے خلاف اپنی صفیں ترتیب دے رہے ہیں، دوسری طرف ایک خاص کمیٹی کے ذریعہ جو جنرل دیگال کو موصول ہوا ہے اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ خاص فرانس میں بھی گوریلا فرانسیسی سپاہیوں کا مرکز سرگرم ہے۔ اس کمیٹی سے ظاہر ہے کہ شانون کے علاقے میں سے لی کے مقام پر گوریلا جماعت نے ایک ریل گاڑی اڑا دی جس میں جرمن سپاہی بھرے ہوئے تھے۔ یہ گاڑی مشرق کی طرف سفر کر رہی تھی۔ دوسرے اطلاعوں میں بسٹ، لاروشیل اور پیرس کے مقامات پر فرانسیسی وطن دوستوں اور جرمنوں کے درمیان معمولی جھڑپوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان مقامات پر جرمنوں نے اپنے بارکوں کے اطراف خاردار تار لگا دئے تھے اور بعض سڑکیں بھی بند کر دی تھیں۔ ۱۳ مارچ کو جینوا میں کوہ الپس کے فرانسیسی علاقے سے بندوقوں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ ویشی کی حکومت نے اس مقام کو ۲۰۰۰ سپاہی بھیجے جن کے ساتھ مسلح گاڑیاں اور مشین گنیں بھی تھیں تاکہ ان گوریلا فرانسیسیوں کو منتشر کیا جائے جو مجوزہ بھرتی کی مخالفت کر رہے تھے۔ دو دن بعد اطلاع ملی کہ اطالوی فوج باقاعدہ کی دو ڈویژن فرانسیسی وطن دوستوں کے خلاف کارروائی کر رہی ہیں۔

گوریلا سرگرمیوں میں اضافہ دراصل ایک جوابی کارروائی ہے تاکہ فرانسیسی مزدوروں کو جرمنی بھیجے جانے کے لئے نازیوں کی جانب سے جو کوششیں ہو رہی ہیں ان کا سدباب ہو۔ ۱۲ مارچ کو جنرل دیگال نے بیان کیا تھا کہ قومی مجلس فرانسیسی باشندوں کو دعوت دیتی ہے کہ وہ مزاحمت اور شرارت کے ذریعہ ان تمام کوششوں کی مخالفت کرے جو دشمنوں کی نام نہاد حکومت کی جانب سے جنگی وسائل کی تنظیم اور فراہمی کے لئے عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ ان سے یہ بھی خواہش کی جاتی ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کی تائید کریں جو اس قسم کے احکام کے آگے سر جھکانے نہ ہوں۔

الجزائر میں جیراؤ نے لندن میں دیگال سے اور خود الجزائر میں وطن دوست فرانسیسیوں نے مل کر ایک نئی متحدہ کا اعلان کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مشترک دشمن کے خلاف اتحاد قائم کیا جائے۔ فرانسیسیوں کا اتحاد بھی نازیوں پر فتح حاصل کرنے کے سلسلے میں کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔

اجناس کے ذخائر سے حکومت کو مطلع کیا جائے

اعلان

۱۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں جوار، چاول، گیہوں، باجرہ، مکئی، چنا، تور۔ ان اجناس کی جو مقداریں اس وقت موجود ہیں اور آئندہ وقتاً فوقتاً موجود رہیں گی انہیں معلوم کرنے کی غرض سے حسب ذیل حکم نافذ کیا گیا ہے۔

ہر شخص جس کے قبضہ میں مذکورہ بالا اجناس میں سے کسی جنس کی دس من (یعنی سروزن ۱۰) یا اس سے زائد مقدار موجود ہو، بلا لحاظ اس کے کہ اس کا قبضہ کس حیثیت سے ہے اسے چاہئے کہ ایسی مقبوضہ کل اجناس کی تحریری اطلاع معززہ نمونے کے مطابق حکم ہذا کی تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر حسب ذیل تحریر کر دے۔

(الف) بلدہ حیدرآباد کے علاوہ دوسرے تمام اشخاص جن کے ذخیرے دیہات میں ہوں وہ اپنے اپنے ذخیروں کی اطلاع متعلقہ دیہی عہدہ داران (پٹیل پٹواری) کو دیں۔

(ب) ان اشخاص کے ذخیرے مارکٹوں، منڈیوں یا بازاروں اور شہروں میں ہوں وہ ان کی تحریری اطلاع اس عہدہ دار کو دیں جسے تعلقدار ضلع اس غرض کے لئے مقرر کرے۔

(ج) بلدہ حیدرآباد میں ذخیروں کی تحریری اطلاع کوتوال صاحب بلدہ یا ان کے مقررہ عہدہ دار کو دی جائے۔

۲۔ حسب صراحت بالا ذخیروں کی اطلاع دینے کے بعد ہر مہینے کی آخری تاریخ جو ذخیرے کسی شخص کے قبضہ میں ہوں ان کی تحریری اطلاع بھی اگلے مہینے کی پہلی تاریخ تک مذکورہ بالا صراحت کے مطابق دی جائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا جائے کہ گزشتہ مہینے کس جنس کی کس مقدار کس شخص کو کس مقام پر بھیجنے کے لئے فروخت کی گئی۔ یا کس قدر مقدار کس مقام پر کس شخص سے خرید کی گئی۔ یہ تفصیلات بھی مقررہ نمونے کے مطابق پیش کی جائیں۔

۳۔ اجناس مذکورہ بالا کے تمام بیوپاریوں اور ساہوکاروں پر لازم ہے کہ وہ اس حکم کی تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر حسب ذیل امور کے بارے میں عہدہ دار متعلقہ کے پاس تحریری اطلاع پیش کریں۔

(الف) کس کاشتکار کو کس قدر رقم ادا کر کے کس قدر جوار یا دوسری جنس کس طرح انہوں نے خرید کی ہے۔

(ب) آئندہ کسی تاریخ پر جوار یا دوسری جنس حاصل کرنے کے لئے کس کاشتکار کو کس قدر رقم ادا کی ہے اور کس قدر جوار یا دوسری جنس کے متعلق یہ رقم ادا ہوئی ہے۔

(ج) قیمت یا مقدار کا تعین کئے بغیر جوار یا کسی دوسری جنس کو کوئی حاصل کرنے کے لئے کس قدر رقم کس کاشتکار کو ادا کی گئی ہے۔

۴۔ حسب تفصیل بالا جو اطلاعات دی جائیں گی ان کی تصدیق کے لئے اگر ضرورت ہو تو دفتروں، مکانوں، گوداموں وغیرہ کو جانچنے اور کاغذات اور رجسٹر وغیرہ کو ملاحظہ کرنے کا اختیار ہر اس عہدہ دار کو ہوگا جسے اس غرض کے لئے کوتوال بلدہ یا اول تعلقدار ضلع مقرر کرے۔

۵۔ اگر کوئی شخص جس پر اس حکم کے بموجب ذخیرہ کی اطلاع دینا لازم ہے غلط اطلاع دے یا اطلاع ہی نہ دے تو اس کی نسبت یہ تصور کیا جائے گا کہ اس نے حکم ہذا کی خلاف ورزی کی ہے۔

جو شخص حکم ہذا کی خلاف ورزی کرے اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد (۳) سال تک ہو سکے گی یا اس پر جرمانہ کیا جائے گا یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

حیدرآباد میں افیون، گانجہ، سیندھی، شراب اور دیگر منشیات کا استعمال گھٹ رہا ہے۔ محکمۂ اطلاعات حیدرآباد نے اعداد و شمار کے ذریعہ بتلایا ہے کہ گذشتہ تین سال کے دوران میں ان اشیاء کا استعمال کس درجہ گھٹ گیا ہے۔

یہ بات تو ہم مان لیتے ہیں کیونکہ اعداد و شمار کا مقابلہ کرنا آسان کام نہیں لیکن کوئی ہمیں یہ تو بتائے کہ افیون، گانجہ، سیندھی اور شراب کا استعمال اس قدر گھٹ جانے کے بعد بھی لوگ "انقلاب" اور "ذمہ دارانہ حکومت" کے نعرے کیوں لگاتے ہیں؟

چینی وفد کے قائد نے علیائے آصفی کے نام پیام دیتے ہوئے کہا کہ:-

"آج تک تو حیدرآباد شمال اور جنوب کا نقطۂ اتصال رہا ہے لیکن آئندہ سے وہ مشرق و مغرب کا سنگم بنے گا۔"

الٰہی خیر! ہم حیدرآبادی ابھی تک رو رہے تھے کہ شمال اور جنوب ہماری ریاست میں آکر کیوں ملتے ہیں اور روتے ہی روتے ملکی تحریک شروع بھی کردی اور اس کا انجام بھی دیکھ لیا۔ اب ہمارے چینی دوست فرما رہے ہیں کہ عنقریب مشرق و مغرب کا ملاپ حیدرآباد میں ہوگا۔ اس پیام کو سن کر ہم پریشان ہیں کہ آخر ہم کہاں جائیں اور کس سے سنگم کریں۔

چینی قائد کے اس بیان کے متعلق کہ حیدرآباد شمال و جنوب کا نقطۂ اتصال رہا ہے ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ صحیح فقرہ کیا ہوگا ——— نقطۂ اتصال یا میدانِ اتصال؟

---

(۱) رقص و موسیقی کا نہایت دلکش اور [illegible] شاہکار جس میں بے شمار [illegible] کام کر رہی ہیں۔

(۲) "[illegible]" کا استعمال ہر عمر کی عورت کو [illegible] شکل دوشیزہ بنا دے گا۔

(۳) طلائے شباب [illegible] کی [illegible] تا ثیر سے مایوس العلاج مریض قابل کار ہوگئے۔

(۴) اس فہرست [illegible] ایک حسینہ اپنے عاشق

کے ساتھ وہ سب کچھ کرتی ہے جو اسے کرنا چاہئیے۔ لیکن اس کے باوجود وہ مجبور بنی رہتی ہے۔

منقولات بالا اسی ملت کے "ترجمان" سے اخذ کئے گئے ہیں جس کی (۹۰) فی صد آبادی مفلس ہے اور جس کا مذہب لہو و لعب سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ جس ملت کا "واحد ترجمان" ایسے اشتہارات شائع کرے تو کون باور کرے گا کہ ملت اسلامیہ ایسے روحانی اور اخلاقی امراض میں مبتلا ہے جس کا واحد علاج لہو و لعب اور اسراف سے پرہیز ہے۔ یہ ہیں ناخدا سفینۂ ملت اسلامیہ کے! کیا فرماتے ہیں قائد ملت بیچ اس مسئلہ کے؟

لوگ کہتے ہیں کہ حیدرآباد میں گرانی ہے، پریشانی ہے اور مصائب کی فراوانی ہے لیکن جس محلہ میں دیکھو شادیاں ہو رہی ہیں، نوبت بجائی جا رہی ہے اور بربادی کی مہک سے محلہ کے غریب غرباء پریشان ہیں۔ آخر یہ قصور کس کا ہے؟

ایک محفل میں اس مسئلہ پر رائے شماری کی گئی تو اکثریت نے یہ رائے دی کہ قصور عورتوں کا ہے مگر ہماری رائے یہ نہیں تھی۔ ہم خواتین کے خلاف رائے قائم کرنا ایک جرم سمجھتے ہیں۔ حسن ظن ہمارا شیوہ ہے۔

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے غریب اور متوسط طبقوں کو غلہ اور کپڑا ایک مقررہ اور نسبتاً کم قیمت پر دستیاب ہوگا۔

ایک روز ہم نے دیکھا کہ سیٹھ ساہوکار بڑی بڑی موٹروں پر سوار ہو کر کارپوریشن کے دفتر کو پہونچ رہے ہیں۔ ان کی تعداد کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ یورش کر کے دفتر کو اپنے قبضہ میں لے ہی لیں گے۔ یہ دیکھ کر ہمیں یہ خیال ہوا کہ غریبوں کی آسائش کے لئے جو کام بھی کیا جائے اس سے ساہوکار اور تجار اور سرمایہ دار ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آخر یہ معمہ کیا ہے؟ کیا ڈاکٹر جیسور یا نائیڈو اور کامریڈ مخدوم اس معمہ کو حل کر سکیں گے؟ مناسب ہوگا کہ مولوی مقصود احمد خاں صاحب کے بنگلہ پر جا کر جگاڑ کے چند نعرے احتیاطاً لگا دئے جائیں۔

سررشتہ تعلیمات کی سالانہ رپورٹ دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ (۱۰) ہزار سے زیادہ لڑکیاں لڑکوں کے دوش بدوش مخلوط تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

خیر گذری کہ یہ بات ہنوز "ترجمان ملت" کے کان تک نہیں پہونچی ورنہ کیا عجب تھا کہ وہ دو تین ہفتوں تک لگا تار ایک اور بے ضرورت نکتہ بیٹھتا۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس خبر کو مجلس علمائے دکن یا جمعیت المشائخ رجسٹرڈ یا غیر رجسٹرڈ کے دفتر میں ازراہ کرم نہ بھیجیں۔

نشرگاہ حیدرآباد کا مردوں پر بڑا احسان ہے کہ اس نے کفایت شعاری کی تلقین کے لئے عورتوں کا انتخاب کیا اور ان کی تقریریں نشر کی گئیں۔ اگر یہ مہم کامیاب رہی تو "انجمن شوہران" کو چاہئیے کہ نشرگاہ کے ارباب مقتدر کی خدمت میں سپاس نامہ تشکر پیش کرے۔

ضلع عادل آباد کی کانفرنس میں ایک مندوب نے کہا کہ نرمل میں مسلمانوں کے لئے قبرستان بنا دیا جائے۔
(ایک خبر)

ہائے افسوس! مسلمانان ہند پاکستان مانگ رہے ہیں اور مسلمانان عادل آباد قبرستان کی تلاش میں ہیں۔ قائد ملت کے لئے لمحۂ فکر۔

اب بھی ذخائر سے متعلق اعداد معلوم کرنے کا ایک اہم سوال ہے جو شاید [illegible] کے گھر گھر پہونچ کر صحیح اعداد خود بخود معلوم کرنے کا ساہے اور اس قسم کا کام تو پبلک اسپرٹ رکھنے والے پبلک کارکن ہی صحیح طور پر انجام دے سکیں گے: (رعیت)

تو پبلک اسپرٹ رکھنے والے پبلک کارکن ہی کہاں؟ دو چار جو تھے ان کی پبلک اسپرٹ ساہوکاروں کے پاس رہن ہے۔

وائسرائے کے پاس قانونی سوال جو یادداشت بھیجی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر ساورکر نے کہا کہ وہ پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ وہ بے نتیجہ ثابت ہوگی۔
(یونائیٹڈ پریس)

معلوم ہوتا ہے کہ اب باطنی روشنی گاندھی جی کے بجائے مسٹر ساورکر کی رہنمائی کر رہی ہے۔

آریہ سماجی تحریک کی سالانہ رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "مشیر دکن" نے پنڈت ونائک راؤ اور مسٹر نریندر کو ان کی "قابل قدر" خدمات پر مبارکباد دی ہے۔

"مشیر دکن" نے اپنے آریہ سماجی رنگ کو چھپا رکھنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن حقیقت نقاب کے اندر سے بھی جھلکنے لگتی ہے۔ من انداز قدت را می شناسم۔

غریب طبقوں کی امداد جاگیرداروں کا فرض ہے

مولوی سید محمد عسکری جعفری صاحب کی اپیل

[ذیل میں ہم مولوی سید محمد عسکری جعفری صاحب کی ایک اپیل درج کرتے ہیں جس میں صاحب موصوف نے طبقہ جاگیرداران کو توجہ دلائی ہے کہ جناب میں خورد و نوش کی قلت اور گرانی کے زمانہ میں جاگیردار غریب طبقوں کی مدد کریں اور جماعت انسانیہ کو فاقہ کشی کی مصیبت سے بچائیں۔ اس اپیل میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ طبقہ جاگیرداروں کی جانب سے اجناس خوردنی کی سستی دکانیں قائم کی جائیں۔ اس تجویز پر ہم اپنی آئندہ اشاعت میں تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔ "حکمت"]

برادران طبقہ! مسلم بحیثیت ایک فرد طبقہ جاگیرداران میں آپ کے جذبات خوردنوشی اور احساسات خدمت خلق سے ایک اپیل کرنا چاہتا ہوں اور مجھے توقع ہے کہ وہ درد جو اہل ملک کی موجودہ پریشان حالی کے سبب آپ کے قلوب میں پیدا ہو چکا ہے آپ کو اس اپیل کی طرف متوجہ کرے گا۔

جس معزز طبقہ سے ہمارا تعلق ہے اسے ہندوستان اور خصوصاً دکن کی تاریخ میں ہمیشہ ایک بلند مقام حاصل رہا ہے۔ ہمارے اسلاف کے کارناموں کو تاریخ نہیں بھلا سکتی اور آج بھی ملک کی تاریخ کے اکثر باب انہی کے کارناموں کا تذکرہ ہیں۔ اپنے آقا ولی نعمت سے وفاشعاری اور اہل ملک کی خدمت ان کی زندگی کے اہم ترین فرائض تھے ان کی داد و دہش اور ان کی غربا نوازی نے افلاس اور فاقہ کشی کو ملک سے دور کر دیا تھا۔ بلا تفریق مذہب و ملت اہل حاجت کی حاجت روائی ان کے معمولات اور ان کے سیاسیات کا طرہ امتیاز تھا۔ آج بھی ہمارے دیہات کے منادر و مساجد عاشور خانے سرائیں و دھرم شالے لنگر خانے ہمارے اسلاف کی ان مقدس روایات کی زندہ یادگاریں ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم ان روایات کو بھول جائیں اور خدمت خلق کے جذبات ہمیں وقت کی فوری ضرورت کی جانب متوجہ نہ کریں۔

جنگ اور گرانی نے ہمارے غریب بھائیوں کو جن مصائب میں مبتلا کر دیا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ حکومت کوشاں ہے کہ ان مصیبتوں کو انتہائی طور پر کم کیا جائے اس وقت ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی طرح غریبوں کی پریشانی کے ازالے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں جس کی ایک موثر صورت یہ ہے کہ سستی دکانوں کی تعداد میں مناسب اضافہ کیا جائے۔

اس کام کے لئے جو سرمایہ درکار ہوگا وہ طبقہ جاگیرداران کے لئے کچھ زیادہ نہیں مجھے اپنے بھائیوں سے توقع ہے کہ وہ میری اس اپیل پر ضرور توجہ فرمائیں گے اس کارخیر کی تفصیلات باہمی مشورہ کی محتاج ہیں۔ میں تمام ذی وجاہت حضرات سے اپیل کرتا ہوں۔

سید محمد عسکری جعفری جاگیردار

چار مینار سگریٹ فیکٹری کے تنازعہ سے متعلق حکومت کا اعلامیہ

حیدرآباد ۳۰ اپریل۔ چار مینار سگریٹ فیکٹری کے حالیہ واقعات کے سلسلہ میں حکومت سرکار عالی نے حسب ذیل پریس نوٹ جاری فرمایا ہے۔

"پبلک کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ قبل منتظمین وزیر سلطان ٹوباکو کمپنی اور مزدوروں کے درمیان نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ اور حکومت سرکار عالی نے ایک مجلس مصالحت مقرر کی تھی جس نے فریقین متعلقہ یعنی منتظمین اور مزدوروں میں تصفیہ بخش سمجھوتہ کرانے میں کامیابی حاصل کی۔ اب ایک دوسری نزاع پیدا ہوئی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ مزدوروں نے منتظمین کارخانے کے مقرر کردہ اوقات کے دوران میں کام کرنے سے انکار کر دیا ہے انہوں نے (۲۱) یوم کی مقررہ اطلاع قبل از قبل دیئے بغیر ایک ایسی ہڑتال کا آغاز کیا ہے جو بموجب قاعدہ (۲۲) الف قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی نافذ کردہ حکم متعلق تنازعات تجارتی کے فقرہ (۳) الف (۱) کی رو سے خلاف قانون ہے۔ اسی وجہ سے منتظمین کارخانہ نے ۲۷ فروری سنہ ۱۹۴۶ کو کارخانہ بند کر دیا۔ اس نزاع کی کیفیت حکومت سرکار عالی کے سامنے پیش ہونے پر یہ طے پایا کہ چونکہ مزدوروں کا عمل خلاف قانون ہے اس لئے زیر بحث نزاع کو مصالحت یا تصفیہ کی کارروائی کے لئے مجلس مصالحت یا عدالت صنعتی کے حوالے نہ کیا جائے۔ حکومت کو معلوم ہوا ہے کہ تقریباً (۱۰۰) سابقہ مزدور کارخانہ میں دوبارہ کام پر رجوع ہو گئے ہیں۔ اور تقریباً (۲۵۰) افراد نے دوسرے کارخانوں میں ملازمت حاصل کر لی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس کارخانہ میں تقریباً (۲۰۰) مزید جائدادیں خالی ہیں اور مستقبل قریب اور جائدادوں کے خالی ہونے کی توقع ہے۔ مزدوروں کو چاہئے کہ وہ منتظمین کارخانہ کے پاس رجوع ہوں جنہیں حکومت سرکار عالی نے مشورہ دیا ہے کہ وہ سابقہ مزدوروں کو ترجیح دیں۔"

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

صدر اعظم بہادر غلہ کی دوکانوں میں

حیدرآباد یکم خورداد۔ ہز ایکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدر اعظم بہادر نے کل شام کے ۵ بجے آنریبل مسٹر گریس صدر المہام مال اور مولوی غلام محمود صاحب قریشی ناظم ... اور ... مجلس گرانی نرخ اشیاء کے ساتھ خیریت آباد، نامپلی، ... بازار ... کی سرکاری غلہ کی دکانوں کا معائنہ فرمایا۔ ہز ایکسلنسی ہر دوکان میں تشریف لے گئے اور غلہ تولنے کا طریقہ اور اجناس کو ملاحظہ فرمایا۔ خریدار جو دوکانوں پر جمع تھے ان کی تکالیف سماعت فرمائیں کہ انہیں کس قدر ناقابل برداشت گراں نرخوں پر مل رہے ہیں اور جو کچھ بھی مل رہا ہے وہ اس قدر ناقص ہے کہ اس سے صحت میں خرابی کی علامتیں پیدا ہو رہی ہیں۔

چھتہ بازار میں ہز ایکسلنسی کی موجودگی میں ایک ایسا بھی واقعہ پیش ہوا کہ ایک دکاندار کی گراں فروشی اور غلط بیانی سے متعلق شکایت کی گئی کہ وہ فی روپیہ چار سیر جوار بیچ کر ہز ایکسلنسی کو یہ باور کرا رہا تھا کہ وہ روپیہ کا چھ سیر جوار فروخت کرتا ہے۔ مجلس گرانی نرخ اشیاء کے انسپکٹر مسٹر عبدالقادر نے سرکاری دوکانوں کے اصول فروخت اور انتظامات کی تفصیلات صدر اعظم بہادر سے بیان کیں۔ (دکن بیورو)

مسلمانوں کے حق خودارادیت کو تسلیم کریں

لاہور ۳ اپریل ہم اپنے ہندو بھائیوں سے صرف یہی کہتے ہیں کہ وہ صاف اور صریح الفاظ میں اسلامی ... مطالبہ حق خودارادیت کو تسلیم کریں۔ اس کے بغیر ایک متحدہ ہندوستان کی تشکیل قطعاً ناممکن ہے ... یہ ناممکن ہے کہ حقیقی اتحاد کر کے ہم ہندوستان کو ... منتقل کر دیں۔ ڈاکٹر بیکاری نے کہا کہ مسلم لیگ کا مطالبہ بہ نہایت شرح و بسط سے تقریر کی اور اس کی حمایت ... ہند کا ایک مشترکہ اور جائز مطالبہ قرار دیا۔ آپ نے بتلایا کہ کس طرح قائد اعظم کے ہر گوشہ میں یوم پاکستان منایا گیا اور کس طرح ہر جلسہ نے پاکستانی مطالبہ کی پرجوش تائید کی۔ بالخصوص ... اجتماعات یوم پاکستان نے تو یہ واضح کر دیا کہ ملت کا ہر فرد بلا کسی شک و شبہ کے پوری طرح مسلم لیگ کے ساتھ ہے۔ ... میں مقرر نے ... لیگ اور کانگریس کے اتحاد پر زور دیا اس لئے آپ کا خیال تھا کہ صرف یہی ایک صورت ہے جو موجودہ تعطل کو دور کر سکتی اور ملک کو کسی ... پریشانی سے نجات دلا سکتی ہے۔

مسٹر بنکم مکرجی ایم ایل اے (بنگال) سابق صدر کل ہند کسان ... برادران وطن سے اپیل کی کہ وہ حالات کا مطالعہ اور وقت کے تقاضہ کو نظر انداز نہ کریں۔ آپ نے کہا میں حقیقتوں پر پردہ ڈالنے کی اس ایسے زمانہ میں کوشش بیکار ہے کل ہند مسلم لیگ آپ نے بہت زور دیکر کہا کہ آج ملت اسلامیہ ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ قائد اعظم مسٹر جناح سے کسی قسم کی مفاہمت کر لیں۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مسٹر مکرجی نے کہا اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج سارے بنگال میں مسلم لیگ ایک انتہائی مقتدر اور کافی بااثر جماعت ہے حتیٰ کہ ... علاقہ جات اور بنگال کے بعید گوشوں میں بھی اس کا اثر قوی ہے۔ مسٹر مکرجی نے اس موقع پر انتخابی ... میں مسٹر فضل الحق اور خواجہ سر ناظم الدین کا مقابلہ کرتے ہوئے بتلایا کہ اول الذکر کا ... بھی کام نہ آیا اور ان کو ایک ضعیف العمر شخصیت ... مسٹر فضل الحق کی شکست دراصل لیگ کی فتح ہے اور قوم کی اور اجتماعی ... کی ... بھی۔ (اورینٹ پریس)

نواب بہادر یار جنگ کی تقریر پر بے لاگ تبصرہ

ماخوذ از "منادی" دہلی

رہبر دکن مورخہ یکم اردی بہشت سنہ جاریہ نے سالانہ جلسہ اتحاد المسلمین ورنگل کی تقریب پرچم کشائی میں جو تقریر جناب بہادر یار جنگ کی شائع کی ہے اس کو غور سے پڑھنے کے بعد ہمارا فرض ہے کہ اس پر کچھ مختصر تبصرہ کریں۔

ہم صداقت کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں کہ نواب صاحب ملک و مالک کے سچے وفادار و بہی خواہ ہیں۔ اپنے وطن اور ملک کا درد دل میں رکھتے ہیں۔ دین و مذہب کی پاسداری بھی ان کا شیوہ رہی ہے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں اچھی نیت سے کہتے ہیں ریا یا خواہش کو اس میں دخل نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ انھوں نے اپنی قوم کو اپنے حقوق سے متعلق جو غفلت میں پڑی ہوئی تھی بیدار کیا لیکن اس کے ساتھ ہم کو مجبوراً یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ نواب صاحب اپنے جوش میں ایسے فقروں کو بیان کر جاتے ہیں جن کا بروئے عمل آنا زمانہ کے نازک حالات کے لحاظ سے اگر محال نہیں تو قریب قریب ناممکن کے ہوتا ہے۔ جذبات کی فراوانی اور جوش و خروش کی موجوں میں ایسے تاثرات کا اظہار بھی ان کی زبان سے ہو جاتا ہے کہ اگر وہی تاثرات اور جذبات کوئی فریق جو ان کا بمقابل ہو۔ اختیار کرے تو اس وقت نواب صاحب کو اپنے ان جذبات کو وجدانی اور منطقی دونوں طریقوں سے ثابت کرنا مشکل ہو جائے۔ مثال کے طور پر ہم ان کے بعض فقرات ان کی اس پرچم کشائی کی تقریر سے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ نواب صاحب اس مقام پر بھی اپنے جوش میں کہاں سے کہاں پہونچ گئے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:-

"میں کھلا اعلان کرتا ہوں کہ یہ علم چین قلیچ خاں آصف جاہ اول یا نواب میر عثمان علیخاں کا نہیں ہے۔ اگر اشخاص کا علم ہے تو میں اس کے واسطے مرنے کو تیار نہیں ہوں۔ میں اس کو شخصی علم نہیں سمجھتا۔ میرا اور مجلس اتحاد المسلمین کا یہی مسلک ہے کہ یہ اسلامی علم ہے۔"

اگر سوال کیا جائے کہ جب یہ علم آصف جاہ اول نے بنایا تھا تو کیا ان کے ذہن میں بھی اس علم کے متعلق اسلامی ہونے کا تصور رہا تھا۔ اور اگر تھا تو کیا اسلامی پرچم والی حکومت میں توریث بھی ہوتی ہے۔ کیا وہ نسلاً بعد نسل منتقل بھی ہوتی چلی آتی ہے۔ کیا اسلام کا نظریۂ حکومت یہی ہے جسے آصف جاہ اول رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا اور جس کو انھوں نے اپنی ہی نسل کے جانشینوں کے واسطے چھوڑا۔ اگر ان باتوں کا جواب اثبات میں ہے تو اس کے واسطے بہت بڑے ثبوت کی ضرورت ہوگی۔ اور ثبوت بھی ایسا ثبوت درکار ہوگا جو واقعات کے خلاف نہ ہو۔ محض حسن ظن سے تیار کیا جاتا ہو بلکہ ذہنیت اور عمل دونوں ہم رنگ ساتھ ساتھ ہوں۔

سوال یہ ہے کہ اگر نواب آصف جاہ اول نے اسلامی حکومت ہی قائم کی تھی تو علاوہ اس کے کہ اس میں توریث کا وجود نہ ہوتا۔ ان شرائع اور قوانین کو جاری کرنا ضروری تھا جو اسلامی حکومت کی روح رواں ہیں۔ رعایا سے عشر وصول کیا جاتا۔ ذمیوں سے جزیہ لیا جاتا۔ زکوٰۃ بیت المال میں جمع کی جاتی۔ خمس ان کا اور ان کے اقربا اور مساکین وغیرہ کا حق ہوتا۔ سارق۔ زانی۔ اور شارب اور قاذف کو وہی سزائیں دی جاتیں جو اسلامی حکومت میں مقرر ہیں۔ فیصل مقدمات میں وہی طریقہ اختیار کیا جاتا جو اسلامی قوانین فقہ میں موجود ہے۔ اعلاء کلمۃ اللہ کو اپنا شعار بنایا جاتا جو اسلامی حکومت کا خاصہ ہے۔ حکومت خدائی احکام کے تحت اور الٰہی ضابطے کے تحت ہوتی جو قرآن مقدس نے کھول کر بیان کیا ہے۔ اگر یہ سب کچھ نہیں ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ نہیں ہوا تو اب جبکہ ان سب چیزوں کا امکان ہی باقی نہ رہا۔ یہ دعویٰ کرنا کہ یہ پرچم اسلامی ہے۔ اہل نظر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کہاں تک یہ نظریہ درست ہے۔

البتہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس حکومت کی بنیاد مسلمانوں نے ڈالی۔ اس کا پہلا بادشاہ مسلمان تھا اور یکے بعد دیگرے مسلمان بادشاہ ہوتے گئے۔ اور شروع سے آج تک یہ حکومت مسلمانوں کی رہی اور انشاءاللہ امید ہے کہ آئندہ بھی رہے گی۔ اس کا پرچم۔ پرچم آصفی ہے۔ اور اس کے زیر سایہ رہنے والی رعایا کا "خواہ ہندو ہوں یا مسلمان" فرض ہے کہ وہ اس پرچم کی حفاظت اور عزت کریں۔

بے شک یہ علم شخصی علم نہیں ہے بلکہ ایسی اجتماعیت کا علم ہے جس کے ظل مرحمت میں مسلم و غیر مسلم رہ رہے ہیں جن کے زیر سایہ مختلف اقوام نے زندگی بسر کی ہے۔ اور اس اجتماعیت کا مظہر جو ذات ہے وہ سب کے واسطے واجب التعظیم اور واجب الاحترام اور سب کا آقائے مجازی ہے ہم اس کی اطاعت کو (چونکہ ہمارا اجتماعی وجود اس کی ذات سے وابستہ ہے۔ اور ہماری وحدت اجتماعی کا مرکز اور محور ہے) اپنے ضرور اور اپنے اپنے مذاہب کی حفاظت کی خاطر قبول کرتے ہیں

نواب صاحب کا یہ فقرہ قابل غور ہے کہ:-

"اس سلطنت کی خدمت "اسلامی سلطنت" کی حیثیت سے کرتے ہیں چاہے وہ کتنی ہی غیر اسلامی ہو گئی ہو"

اگر یہ سلطنت غیر اسلامی ہو گئی ہے تو کیا محض تصور سے اسلامی ہو سکتی ہے اور کیا صرف تصور جب تک حقائق اور واقعات اس کا ساتھ نہ دیں۔ انسان میں جان نثاری اور خدمت کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے؟

ایک طرف اس بات کا تذبذب کہ یہ سلطنت اسلامی ہے یا غیر اسلامی ہو گئی ہے۔ اور دوسری طرف اس کا ایقان کرنا کہ ہم اس کی خدمت اسلامی حیثیت سے کرتے ہیں اس کا جو اثر مسلمانوں اور دیگر اقوام پر ہو سکتا ہے ظاہر ہے۔ ذیل میں ایک بڑے نکتے کی بات ہے اور قابل غور یہ امر ہے کہ جب مسلمان اس پرچم کی خدمت اسلامی پرچم تصور کر کے کرتے ہیں اور اپنے آقائے مجازی کی اطاعت کو اسلام کی سربلندی کی خاطر قبول کرتے ہیں تو اب غیر مسلم رعایا آخر کس تصور کے تحت اس پرچم کی عزت کرے گی۔ اور وہ کس نظریے کے تحت اور کس کی سربلندی کی خاطر بادشاہ کی مطیع و فرمانبردار ہو گی؟

سوال اقتدار اور جبر کا نہیں ہے بلکہ حالات حاضرہ کا ہے کہ دنیا کے اس ماحول میں آپ کیا فقط تصور سے اپنی جگہ کامیاب ہو کر غیروں پر حکومت کر سکیں گے؟ یا اپنے عملی ثبوت سے اپنی نیک دلی سے ان کو مسخر کریں گے۔

اگر ہندو رعایا میں یہی جذبہ کارفرما ہو کر وہ اس پرچم کی عزت جب یہ ہندوانی ہوگا اس وقت کریں گے اور بادشاہ کی اطاعت بھی جب کریں گے کہ جب ہم کو اپنے مذہب کی سربلندی کی خاطر دینی اطاعت کرنے کا موقع ہاتھ آئے تو کیا نواب صاحب غیر اقوام کے اس تصور اور جذبہ سے متفق ہوں گے؟ اور اگر نہیں ہوں گے تو پھر کیا وجہ ہو گی کہ ایک تصور کو وہ اپنے واسطے خوش آیند اور ضروری قرار دیں اور دوسری قوم بھی اگر اسی کو اختیار کرے تو آپ برہم ہوں اور اس کو باغی کا خطاب دینے سے دریغ نہ کریں۔ کیا اسی کا نام انصاف ہے؟

ہم نظریہ "اسلامی حکومت" کے مخالف نہیں لیکن یہ امر بالکل واضح ہے کہ اسلامی حکومت نام ہے الٰہی حکومت کا قرآنی حکومت کا اور اس حکومت کا جس کی تعلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور خود عمل کر کے بتایا۔ اگر تھوڑی دیر کے واسطے فرض کر لیا جائے کہ اقتدار شاہانہ کی باگیں ڈھیلی ہو جائیں۔ یا وہ کسی سیاسی وجہ سے ہم کو بالکل آزاد اور خود مختار بنا دیں تو کیا نواب صاحب اس ملک میں قانون شرائع اور احکام اسلامی نافذ کر سکیں گے اور کیا ایسے نفاذ کی ان میں قوت ہوگی اور کیا سب سے پہلے مسلمان ہی اس کی مخالفت نہ کریں گے۔ ہم اس سے بھی منکر نہیں ہیں کہ ایسی بات وقوع میں آ سکتی ہی نہیں لیکن ضرورت ہے کہ پہلے ایسی قوت پیدا کی جائے اس کے بعد اسلامی حکومت کا نظریہ بروئے عمل لایا جائے۔ لیکن ایسی قوت کو پیدا کرنا قیل و قال سے نہیں ہو سکتی بلکہ جب تک امت کا ہر فرد پہلے اپنے گھر میں اپنے اپنے اعمال اور اپنے کردار میں ایسی قوت کو نافذ کرے یہ قطعاً ناممکن ہے کہ وہ وحدت اجتماعی میں اس حکومت کا تصور کرے اور اس کو پورا ہوتا ہوا آنکھوں سے دیکھ لے۔

نواب صاحب کو خوب معلوم ہے کہ جن کو وہ اپنا مخاطب سمجھتے ہیں ان کے توقعات کیا ہیں ان کی امیدیں کیسی ہیں

اور وہ اندرونی انتظام کو کس طرح مضبوط کر رہے ہیں ایسی حالات میں ایک عقلمند کا شیوہ نہیں ہے کہ وہ متواتر ایسا اعلان بے موقع کرے اور اس طرح اپنے مخالفین کو اپنے ارادوں سے خبردار کرے اور جن کا کوئی وارث اُن کی مخالفت کو اور مضبوط کرے

ہمارے خیال میں نواب صاحب کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ایسے اعلانات سے محترز رہ کر پہلے اس امت مسلمہ کے ہر فرد کو اسلام کے احکام کا پابند بنائیں اور اس طرح اتحاد پیدا کریں کہ کوئی قوت ان کو اس راہ سے نہ ہٹا سکے۔ جب وہ ایسا کریں گے ہم کو یقین ہے کہ خود بخود ان کا ماحول بھی اسلامی بن جائے گا۔ اور اخلاق و رواداری سے غیر اقوام دوست ہو جائیں گی اور پھر یا مجبوراً ان کی صداقت کے سامنے سر جھکا دیں گی کہ کس طرح تسلیم نہ کرنا پڑے۔ لیکن پہلے یہ صداقت خود اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ آخر پہلے ہی ایک شخص عمر رضی اللہ عنہ ہی کی حکومت کے رنگ میں رنگے تمام دنیا کو دعوت عمل دی تھی اور دنیا کس طرح جلا گھر اور ان کے سامنے سرنگوں ہو گئی تھی۔ یہ منظر آج بھی ہم کہیں دیکھ سکتے ہیں بشرطیکہ وحدت اجتماعی کے اندر پہلے انفرادی حکومت ابھی ہر فرد اپنے اوپر قائم کر لے۔ تب تک اس صداقت کا علم ہم کو خود حاصل نہیں ہم دوسروں کو کس طرح مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ کسی حکومت کو اسلامی حکومت تسلیم کریں۔ مضمون صاحب کے الفاظ ہیں جب حکومت غیر اسلامی ہی ہو گئی ہو ایسے مسلمانوں کی حکومت اور مسلمان خدا اور اس کی حکومت تسلیم کرنے سے تو ظاہر ہے کوئی بھی انسان نہیں کر سکتا [illegible] ہم پرچم آصفی کو بلند کرنے وقت تعریف کرنے سکیں گے

ہم پرچم عثمانی اور آصفی کا علم ہے جس کو آصف جاہ اول نے جنگ کی بنیاد اور نواب میر عثمان علی خان کو مرد شناس ہر پرچم بچایا وہ پرچم ہے کہ اسکے سایہ میں ہندو اور مسلمان دونوں اپنی اپنی جگہ سکون اور آرام کی زندگی بسر کرتے رہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہمارا اعتقاد و مقام ریاست کے دینی اقتدار کا مظہر ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مظہر اقتدار کی حفاظت کریں خواہ اس کے لئے اپنی جان دینا ہی پڑے نہ کریں کہ یہ ریاست سلاطین آصفیہ کی ان کی غیر منقسم میراث ہے آن بان قائم رہے کہ اسکے زیر سایہ ان کی زندگی بسر کی ہے کیونکہ یہ سلطنت ایسی خوبی کی ہے جسے کبھی غیر مسلمانوں کو بھی غیر نہیں سمجھا۔ اس کے پرچم کی حفاظت کرنے میں جس طرح ایک مسلمان کا جان دینا فرض ہے اسی طرح غیر مسلمانوں کا فرض بھی ہے کہ وہ اس پرچم اور اس خاندان کی بقا کے خاطر جو ہم سب کا محسن رہا ہے اپنی جان و مال کو ہر وقت میں نثار کرکے حق نمک ادا کریں اور اپنے اقتدار کے مظہر یعنی آنکھ کے تارے مجازی کی اطاعت کریں کہ سرحد کی حفاظت قبول کرتے ہیں اور ہم ایک ایسے انسان کے ساتھ جو اس پرچم کے نیچے ہو کر اس پرچم کی عزت محسوس کرتا ہے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں جو یہ سمجھ بیٹھا کہ نواب صاحب کا منصوبہ جس کا اعلان کیا گیا ہے حکومت

اس کی کراں قائدہ نہیں ہو سکتا ہے کہ جسا وہ تصور اور ادعا جس کو ابھی بیان کیا گیا ہے بلکہ برعکس اس کے یقین ہے کہ ایسے خیالات کا اظہار غیر مسلمانوں کی مخالفت کو جو صدیوں سے زیر سایہ دولت آصفی زندگی بسر کر رہے ہیں اور مضبوط کرکے امن و امان میں خلل ڈالے گا اور آپس کے تعلقات میں افتراق کا باعث ہوگا

رہا اسلامی حکومت اور اس کا پرچم بیشک ہم اس پر اپنی جان نثار کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ ہم پہلے اسلامی تو بن لیں گے اپنے رسم و رواج اپنا غرور وغیرہ معاشرت اپنے غیر اسلامی کردار کی بھی قربانی کرنے کے واسطے تیار ہو جائیں ورنہ وہ اتحاد اسلامی و وحدت نہ ہوں گی اب آج تعمیر یاں موجود ہیں کیونکہ آج کل زندہ نہیں رہ سکتی ہم قدرت کا نام کرکے دوسرے کو قائل کیا جائے مگر زیادہ ایسا ہے کہ وہ ہم ہی کو صرف بڑھ کر دیکھتا ہے کہ اسلامی کس نے رہنمائی ہے کس کی ہے کہ ہمیں مناسب مقام پر بلند ہو۔ آخر میں اسی قدر اور کہہ دینا ہے جو یہ ہے کہ ہم اسلامی حکومت ہیں مثلاً افغانستان ایران مصر اور ترکی وہاں کس نوعیت کی گورنمنٹ قائم ہے اگر اس پر نظر ڈالی جائے تو ہم نے ہو چکا کہ ہماری حکومتیں ہیں وہ صحیح روشنی میں نظر آ جانے لگیں گے کہ ہمارا اور دنیا کہاں تک درست تھا۔

ہر حال ہم ان امور کا مصنف روشن لیاں پر منصف مزاجوں پر چھوڑتے ہیں کہ

"من نہ گویم کہ ودیغ کن نہ کن است"

نوٹ۔

یہ مراسلہ حیدرآباد دکن سے ایک صاحب نے بھیجا ہے۔ اور میں اس وجہ سے خوشی میں شائع کرتا ہوں کہ طرز تحریر بھی سنجیدہ اور معقول ہے اور دلائل بھی نہایت مضبوط ہیں۔ موجودہ زمانے کی سیاست میں ایسی تحریریں ہندوستان کی غلط راہی کی اصلاح بھی کر سکتی ہیں

مجھے یقین ہے کہ نواب بہادر یار جنگ اور ان کی انجمن اتحاد المسلمین اس بصیرت افروز مسئلے پر بڑے اخلاص سے غور کریں گے جس خلوص و نیک نیتی سے یہ لکھا گیا ہے۔

اگرچہ اس کا تعلق حیدرآباد کی ریاست سے ہے۔ تاہم انگریزی علاقے کے مسلمان لیڈر بھی اس سے سبق لے سکتے ہیں کہ کیا ان تحریک میں اصول کو مدنظر رکھا گیا ہے

حسن نظامی

معرکہ اخریط کی تفصیلی اطلاع

ایک نامہ نگار نے جو ہماری فوج کے ساتھ ہے اور جس نے وادی اخریط پر حملہ کا عینی مشاہدہ کیا تفصیلی اطلاع روانہ کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ "میں نے بذات خود اس زبردست برطانوی پیشقدمی کو شروع ہوتے دیکھا جس نے روہیل کو وادی اخریط کی دفاعون سے بھی بھگا دیا۔ دو شنبہ کی رات میں ہمارے طیاروں نے دشمن کے مورچوں پر رات بھر برق حملے کئے اور یہی ہمارے فوجی حملے کی تمہید تھی۔ شنبہ کی صبح تک ہمارے طیاروں کی گرج اور بموں کے پھٹنے کی آوازیں کان پھٹے گئے۔ پھر صبح ہر طرف خاموشی طاری ہو گئی۔ یہ خاموشی ایک فریب تھا۔ جس کے میدان جہاں تاریکی پھیلی ہوئی تھی آٹھویں فوج کے سپاہی اشارہ کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ہی لمحہ میں ہمارے توپخانہ کی خوفناک گولہ باری سے سکون ختم ہو گیا۔ دھواں اور شعلے سب آسمان پر چھا گئے برطانوی فوج "ملٹری روڈ" اور پہاڑی سلسلہ کی اونچی پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگی۔ ان ہی پہاڑیوں سے آگے کے ساحلی میدان کی حفاظت ہوتی ہے۔ ایک گھنٹے سے زیادہ عرصہ تک بھاری گولہ باری جاری رہی۔ جب ہماری فوجیں پہاڑیوں پر پہونچ گئیں تو ہمیں گولہ باری ختم ہوئی معرکہ کی شدت اور بڑھ گئی۔ جوں جوں اندھیرا ہر طرف ہو گیا برطانوی دستے پہاڑیوں کے درمیان کی زمین سے فائدہ اٹھاکے ہے آگے بڑھنے لگے۔ صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ہمارے دستے دھوپ اور دھواں کے ایک خندق سے نکل رہے تھے اور برطانوی سوار فوج ان کے پیچھے تھی۔ اس وقت تک ہمارے پیادہ دستے دو ترال پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پہونچ گئے تھے۔ تھوڑی مسافت کے پیچھے طیارہ شکن توپوں کے چلنے سے معلوم ہوا کہ اتحادی طیارے اور ہنگامی پیادے پیچھے ہیں سے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اور محوری توپوں اور حمل دشمن کے راستوں پر چھپے ہوئے ہیں۔ محوری فوج بہت زیادہ اسٹ بھی نہیں تھی کہ "روہیل" کی بلند ترین چوٹی سے ایک ہوائی جہاز کی بیرنی آٹھویں فوج کی پیشقدمی کے پہلے مرحلہ کی مکمل کامیابی کا اعلان تھا۔

ساری کارروائی مشین کی طرح ہوئی۔

"کچھ ہی دیر بعد میں نے دیکھا کہ اطالوی قیدیوں کا پہلا جتھا کیمپ لایا جا رہا تھا۔"

نامہ نگار نے آخر میں بیان کیا ہے کہ یہ حملہ پیادہ فوج کا کتابی اصولوں کے مطابق ایک باقاعدہ حملہ تھا جسے توپخانہ کی امداد حاصل تھی۔ ساری کارروائی مشین کی طرح ہوئی۔"

روہیل کا دفاعی خط مضبوط تھا۔ اسے بلند مقام پر ہونے کی وجہ تمام ملک پر برتری حاصل تھی۔ اس نے آٹھویں فوج کو اس کے پیچھے کے میدان سے پیش قدمی شروع کرنی پڑی۔ سہ شنبہ کی صبح میں جنگ لڑنے پائی گئے ہیں آٹھویں فوج نے دشمن کی شکست اور ۲

۴۔ شدید مخالفت کے باوجود مقررہ وقت سے سات منٹ پہلے اپنا کام مکمل کر لیا۔

بلدۂ حیدرآباد کی آرائش اور رعایا کی آسائش

بقیہ سلسلہ صفحہ (۴)

گذرں میں جزوی انہدام سے کام لیا گیا ہے نظیر ان وہ ہیں جن کے مطابق سلطان شاہی محل پورہ خیریت آباد اور باغ مقاد وغیرہ میں اصلاحی عمل کیا گیا ہے۔ ان محلوں میں سابق میں بڑے بڑے مکانات بھی تھے اور چھوٹے چھوٹے بھی۔ ان کی اکثر گلیاں تنگ اور خراب خستہ حالت میں تھیں۔ اور حقیقۃً پانی کے نکاس کے واسطے بدرروں کا کافی انتظام نہ تھا۔ ایسے محلوں میں جدید سڑکیں نکالی گئیں۔ لیکن صرف وہی مکانات حاصل کئے گئے جن کا انہدام ان سڑکوں کے قیام کے واسطے ضروری تھا اس عمل سے یہ محلے کشادہ تو ہو گئے لیکن ان میں زیادہ تر تغیر پیدا نہ ہوئی۔ نتائج نہایت خوشگوار نکلے کیونکہ ان مکانات کے مالکوں نے جن کے مکانات حسب حال چھوڑ دئے گئے تھے اپنے اپنے مکانوں کی اصلاح کر لی۔ اور اس طرح سے ان کی بود و باش میں خود بخود اصلاح ہو گئی۔

تیسری قسم کی اسکیمیں وہ ہیں جن کے تحت جزو اکثر کا انہدام اور جزو اکثر وہ اراضی کی تنظیم و تشکیل کا عمل کیا جاتا ہے۔ چوتھی قسم کی اسکیمیں وہ ہیں جن میں کشادہ اراضی کو حاصل کر کے قابل آبادی بنا دیا جاتا ہے۔ حقیقتاً یہ اسکیمیں ناگزیر ہیں۔ کیونکہ کوئی اصلاحی اسکیم اس وقت تک بروئے عمل نہیں لائی جا سکتی جب تک کہ قبل از قبل وہاں کی گنجان آبادی میں سے بے گھر ہو جانے والے خاندانوں کو کہ آباد کرنے کے واسطے نئے مکانوں کی فراہمی کا مناسب انتظام نہ کر دیا جائے۔ اگر بیش از بیش یہ احتیاطی تدبیر عمل میں نہ لائی جائے تو یہ اندیشہ لگا رہتا ہے کہ ایسے خانماں شدہ اشخاص مختلف مقامات میں من مانے آباد ہو کر نئی نئی غلیظ آبادیاں قائم کر دیں گے۔

اب تک تو جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ گنجان آبادی کو پاک و صاف کرنے کے بارہ میں تھا۔ محکمہ آرائش بلدہ کا دوسرا اہم فریضہ ان اشخاص کے واسطے سکونتی امکنہ کی فراہمی کا انتظام کرنا ہے جن کو محکمہ نے اون کے سکونتی مکانات حاصل کر کے بے گھر کر دیا ہو۔ عام طور پر ان کی مالی حالت ان کی اس آرزو کو پورا نہیں ہونے دیتی۔ کیونکہ یہ ایسے مقامات پر سکونت اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جہاں سستے سے سستے کرایہ پر مکان مل سکیں۔ چنانچہ جب سررشتہ آرائش بلدہ نے غلیظ محلوں کو پاک و صاف کرنا شروع کیا تو وہ لوگ جن کے سکونتی مکان سررشتہ نے حاصل کئے ایسے رقبوں میں جا کر آباد ہو گئے جہاں اس وقت تک سررشتے نے اصلاحی عمل کا آغاز نہیں کیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان رقبوں کی آبادی بہت زیادہ گنجان ہو گئی اور اس طرح جہاں سررشتہ کے عمل سے ایک محلہ میں گنجانی رفع ہوئی وہاں دوسرے محلوں میں گنجانی اور گندگی بڑھنے لگی اس کا انسداد لازمی تھا۔ اور اس کے مدنظر یہ ضروری سمجھا گیا کہ ایسے لوگوں کے واسطے سکونتی امکنہ فراہم کرنے کے لئے سرکار کی جانب سے انتظام کیا جائے۔ پس سرکار نے یہ تصفیہ کیا کہ محلوں کو پاک و صاف کرنے کے قبل ہی حسب ضرورت تعداد میں پختہ مکانات تعمیر کرلئے جائیں تاکہ بآسانی ایسے بے گھرے اشخاص کو ان میں بسایا جا سکے۔ پیش از پیش ایسے مکانات تعمیر کر کے تیار رکھنے کا انتظام نہ صرف ان بے گھرے اشخاص کو آباد کرنے میں کارآمد ثابت ہوا بلکہ اس کی وجہ سے نئی نئی کثیف گنجان آبادیوں کے وجود میں آنے کا مکمل انسداد ہو گیا۔

مختلف طبقوں کے اشخاص کی مالی حالت کی مناسبت سے چار مختلف نمونوں کے مکانات تعمیر کرنا تجویز کیا گیا۔

اے کلاس کے مکان کی لاگت دو ہزار ایک سو [illegible] روپیہ ہوتی ہے اس کی [illegible] رہائشی کمروں اور دالان حمام [illegible] قسم کا بیت الخلا اور کشادہ صحن ہوتی ہے اور اس کا کرایہ دس روپیے آٹھ آنے ماہانہ مقرر کیا گیا

دوسرے درجہ یعنی بی کلاس کے مکان کی قیمت ایک ہزار تین سو پچاس روپے ہوتی ہے اور اس میں دو رہائشی حجرے باورچیخانہ دالان و حمام بیت الخلا اور کشادہ صحن ہوتا ہے۔ اس کا کرایہ چھ روپے آٹھ آنے ماہانہ ہے

تیسرے درجہ کے مکان کی قیمت نو سو روپے ہے اس میں دالان اور باورچیخانہ نہیں ہوتا صرف دو حجرے کشادہ صحن اور مختلف بیت الخلا ہوتا ہے۔ اس کا کرایہ تین روپیہ ماہانہ مقرر ہے۔ ان تیسرے درجہ کی مکانات کی حد تک سرکار کو کرایہ کے عنوان سے سالانہ نگہداشت کا خرچ بھی وصول نہیں ہوتا۔

آخری درجہ یعنی ڈی کلاس کے مکان میں ایک حجرہ ایک باورچیخانہ اور ایک چھوٹا سا دالان ہوتا ہے ان کی قیمت فی مکان پانچ سو روپیہ ہوتی ہے اور کرایہ صرف ایک روپیہ ماہانہ مقرر ہے۔ ان ڈی کلاس کے مکانات میں اب وہ لوگ رہتے ہیں جو ان مکانات کی تعمیر سے قبل گھاس کی جھونپڑیوں میں بستے تھے۔

یہ کل مکانات سائنٹفک اصول پر تعمیر کئے گئے ہیں۔ ان کی دیواریں اینٹ کی ہیں جن پر گچ کی گئی ہے۔ اور ان میں یا تو سمنٹ کا یا شاہ آباد کے پتھر کا فرش ہوتا ہے ان میں عمدہ دروازے نصب کئے گئے ہیں اور ان چھتیں ... چمک آرچ ... ہیں۔ یہ آبادیاں نہ صرف شہر کے واسطے ایک قیمتی جائداد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بلکہ عام لوگوں کے رہائشی حالت کی اصلاح میں بڑی حد تک ممد و معاون ہیں۔

اس وقت تک شہر میں مختلف مقامات پر ویسے جملہ چار ہزار مکان تعمیر ہو چکے ہیں۔ اور ان میں اب تک کبھی بھی کسی وبائی مرض کا کیس وقوع میں نہیں آیا۔ ان نو آبادیوں میں بچوں کے کھیلنے کے واسطے بڑی بڑی بازیگاہیں رکھی گئی ہیں جن میں کھیل کے آلات فراہم کئے گئے ہیں۔ یہ بازیگاہیں نہ صرف محلہ جات کے واسطے ہوا کو پاک و صاف رکھنے کا کام دیتی ہیں بلکہ بچوں کی صحت افزا نشو و نما میں بہت کچھ مددگار ہیں۔ ان محلوں کے بچے خوش و خرم اور تندرست نظر آتے ہیں اور ان امراض سے محفوظ رہتے ہیں جن میں اکثر وہ بچے مبتلا رہتے ہیں جو مضرت صحت حالات میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس طرح محکمہ آرائش بلدہ نے عام لوگوں کے رہائشی حالات کی اصلاح میں بہت بڑی حد تک حصہ لیا ہے۔

اس محکمہ کا سالانہ موازنہ ساڑھے چھ لاکھ روپیہ ہے اس رقم میں محکمہ کو شہر کے باشندوں کی رہائشی حالت کی اصلاح کے مدنظر اسکیموں کی تکمیل اور ساتھ ہی ساتھ شہر کی توسیع کی تنظیم کرنے اور اس پر قابو رکھنے کا کام انجام دینا پڑتا ہے۔ اور یہ ایک ایسے شہر کے واسطے جس کو ہندوستان میں چوتھا شہر ہونے کا فخر حاصل ہے۔ جن بیرونی حضرات نے شہر کا معائنہ کیا ہے ان کی رائے ہے کہ یہ ایک پاک و صاف اور وسیع شہر ہے۔ محکمہ نے اپنی ... سالہ سابق کے دوران میں ... کروڑ روپے صرف کئے ہیں۔

اس بارہ میں بطور خاص یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ہمارے شہر کی ان کاموں پر جو رقم صرف کی گئی ہے وہ ان رقوم کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے جو دیگر ممالک میں ایسے کاموں کے واسطے منجانب سرکار بطور امداد عطا کی جاتی ہیں اور ہم کو یہ کامیابی صرف اس شہر اور ریاست کے طفیل میں حاصل ہو سکی ہے۔ جو ہمارے بادشاہ [illegible] کو اپنی رعایا کی رہائشی امور کی اصلاح و بہبودی سے ہے۔

ہم سب نہایت خلوص سے اپنے بادشاہ ذیجاہ اور شہزادگان بلند اقبال و شہزادیاں فرخندہ بنیاد نال کے درازی عمر دولت و اقبال و صحت کے واسطے ہر وقت دست بدعا ہیں۔ آمین

فریب نمائندگی

سلسلۂ صفحۂ اول

ملک کی صحافت بالعموم جمہوریت نہیں بلکہ نام نہاد جمہوریت کی علمبردار ہے۔ اگر جمہوریت کو برقرار رہنا ہے تو اس کو ایسی خطرناک صورتوں پر غالب آنا پڑے گا۔ اگر عوام کی مرضی کی کوئی وقعت ہے تو اس مرضی کو سماجی تنظیم کی مختلف صورتوں میں رونما ہونا چاہیے۔ عوام کو خود سوچنا اور اپنے خیالات کو ظاہر کرنا چاہیے۔

(ملخص ترجمہ از انڈین انڈی پنڈنٹ انڈیا)

... اقوام کی سی جنگ میں ہندوستان کے حصہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی افواج ہمارے مقبوضات کی ان تمام افواج میں سب سے زیادہ ہیں جو مشرق یا رجنگ کے میدانوں میں خدمت انجام دے رہی ہیں۔ ان میں قابل لحاظ افواج والیان ریاست کی ہیں جنہوں نے اپنی تمام خدمات ملک معظم کے پیش کردیں۔ چونکہ ہندوستانی دویژن کے کارنامے شائع ہوچکے ہیں جس نے وہ وہاں عظمت و شہرت حاصل کی ہے۔ جنگ شروع ہونے کے بعد وہ ہندوستانی بحریہ میں دس گنا اضافہ ہوگیا۔ ہندوستان کی مالی اعانت کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ابھی ابھی جو مالی سال ختم ہوا ہے اس میں ہندوستانی محصول ادا کرنے والوں کا ... مصارف میں حصہ جنگ سے قبل کے ... کروڑ پونڈ کے مقابل ۱۸ کروڑ پونڈ رہا۔ (رائٹر)

دارالامرا میں ہندوستان پر مباحثہ

نائب وزیر ہند کی تقریر

لندن ۔ اپریل۔ آج دارالامرا میں لارڈ منسٹر نائب وزیر ہند دوبارہ نے ہندوستان پر مباحثہ کا افتتاح کیا انہوں نے اپنی تقریر یہ کہتے ہوئے شروع کی کہ وہ متوقع ہے کہ وہ ان ہندوستانیوں کے اسمار کا جلد اعلان کرسکیں گے جن سے ان کی کونسل کی خالی جگہیں پر کی جائیں گی۔

سیاسی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہندوستان نے اس راہ پر کچھ ترقی نہیں کی جس کی ہمیں تمنا یا توقع تھی۔ دیوان کو یہ یاد دلاتے ہوئے کہ اگر ایک بار داخلی اختلافات دور ہوجائیں تو سلطنت متحدہ ہندوستان کو کامل ذمہ داری منتقل کرنے کے لئے غیر آمادہ نہیں ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ "ہم نے بطانوی حکومت پر مفاہمت کی مساعی کو دریافت کرنے کی جو کوششیں کیں وہ سب ناکام رہیں اور جیسا کہ مجھے آج دکھائی دیتا ہے یہ توقع کرنے کا امکان نہیں کہ قلوب میں اچانک تبدیلی ہوگی"۔ بایں ہمہ لارڈ منسٹر نے یہ رائے ظاہر کی کہ ہندوستان کی بڑی سیاسی جماعتوں سے یہ درخواست کرنا یقیناً بعد از وقت نہیں کہ اپنے طور پر مسائل کو حل کرلیں۔

لارڈ منسٹر نے سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا

اشتہار

حاضری مدعی علیہ بجریدہ عدالت منصفی دیوانی ... نمبر مقدمہ ... مورخہ ۲۹ اردی بہشت ...

مدعی ... بنام مدعی علیہ ...

دعوے

دلاپانے زر نقد مبلغ ...

بنام ... ولد ... عمر ۴۵ سال قوم ... پیشہ تجارت و زراعت ساکن ... متعلقہ ...

ہرگاہ مقدمہ مصدرہ میں تم کو بذریعہ اشتہار اس امر کی اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہارے نام سے موضع ... سمن اجرا ہونے پر تمہاری غیر حاضری و سکونت موضع مذکور سے اطلاع ملنے پر بذریعہ اشتہار وضع کیا جاتا ہے کہ مدعی نے تمہارے مقابلہ میں دعوی مذکور الصدر کیا ہے جس کی تاریخ پیشی ... یوم شنبہ بوقت ۱۱ بجے مقرر کی گئی ہے لہٰذا تم یا تمہارے وکیل یا مختار کے ذریعہ جواب دہی مقدمہ کرو ورنہ حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی اور تمہارا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ فقط

دستخط حاکم عدالت

دستخط ... دار